﴿......اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللہِ یُؤتِیہِ مَن یشاءُ☆﴾(آلِ عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَن یَبعَثَکَ رَبکَ مَقَاماً محمودا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد۶ جمعۃ المبارک ۱۶/جولائی ۱۹۹۹ء شمارہ۲۹
۲/ربیع الثانی ۱۴۲۰ ہجری ☆ ۱۶/وفا ۱۳۷۸ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے تلواروں کے نیچے بھی اپنی وفاداری اور صدق کو نہیں چھوڑا بلکہ اپنے بزرگ اور پاک نبی کی رفاقت میں وہ صدق دکھلایا کہ کبھی انسان میں وہ صدق نہیں آسکتا جب تک ایمان سے اس کا دل اور سینہ منور نہ ہو

"قرآن شریف اور تمام حدیث کی کتابوں اور تاریخ کی کتابوں کو غور سے دیکھا جائے اور جہاں تک انسان کے لئے ممکن ہے تدبر سے پڑھا یا سنا جائے تو اس قدر وسعت معلومات کے بعد قطعی یقین کے ساتھ معلوم ہوگا کہ یہ اعتراض کہ گویا اسلام نے دین کو جبراً پھیلانے کے لئے تلوار اٹھائی ہے نہایت بے بنیاد اور قابل شرم الزام ہے اور یہ ان لوگوں کا خیال ہے جنہوں نے تعصب سے الگ ہو کر قرآن اور حدیث اور اسلام کی معتبر تاریخوں کو نہیں دیکھا بلکہ جھوٹ اور بہتان لگانے سے پورا پورا کام لیا ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اب وہ زمانہ قریب آتا جاتا ہے کہ راستی کے بھوکے اور پیاسے ان بہتانوں کی حقیقت پر مطلع ہو جائیں گے۔

کیا اس مذہب کو ہم جبر کا مذہب کہہ سکتے ہیں جس کی کتاب قرآن میں صاف طور پر یہ ہدایت ہے کہ لَآاِکْرَاہَ فِی الدِّین یعنی دین میں داخل کرنے کے لئے جبر جائز نہیں۔ کیا ہم اس بزرگ نبی کو جبر کا الزام دے سکتے ہیں جس نے مکہ معظمہ کے تیرہ برس میں اپنے تمام دوستوں کو دن رات یہی نصیحت دی کہ شر کا مقابلہ مت کرو اور صبر کرتے رہو۔ ہاں جب دشمنوں کی بدی حد سے گزر گئی اور دین اسلام کے مٹا دینے کے لئے تمام قوموں نے کوشش کی تو اس وقت غیرتِ الٰہی نے تقاضا کیا کہ جو لوگ تلوار اٹھاتے ہیں وہ تلوار ہی سے قتل کئے جائیں۔ ورنہ قرآن شریف نے ہرگز جبر کی تعلیم نہیں دی۔ اگر جبر کی تعلیم ہوتی تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جبر کی تعلیم کی وجہ سے اس لائق نہ ہوتے کہ امتحانوں کے موقع پر سچے ایمانداروں کی طرح صدق دکھلا سکتے۔ لیکن ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی وفاداری ایک ایسا امر ہے کہ اس کے اظہار کی ہمیں ضرورت نہیں۔ یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ ان کے صدق اور وفاداری کے نمونے اس درجہ پر ظہور میں آئے کہ دوسری قوموں میں ان کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ اس وفادار قوم نے تلواروں کے نیچے بھی اپنی وفاداری اور صدق کو نہیں چھوڑا بلکہ اپنے بزرگ اور پاک نبی کی رفاقت میں وہ صدق دکھلایا کہ کبھی انسان میں وہ صدق نہیں آسکتا جب تک ایمان سے اس کا دل اور سینہ منور نہ ہو"۔

(مسیح ہندوستان میں، روحانی خزائن جلد ۱۵ مطبوعہ لندن صفحہ ۱۲،۱۱)

پاکیزہ مجالس

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ بزرگ فرشتے گھومتے رہتے ہیں اور انہیں ذکر کی مجالس کی تلاش رہتی ہے۔ جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہو تو وہاں بیٹھ جاتے ہیں اور پروں سے اس کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ ساری فضا ان کے اس سایہ برکت سے معمور ہو جاتی ہے۔ جب لوگ اس مجلس سے اٹھ جاتے ہیں تو وہ بھی آسمان کی طرف چلے جاتے ہیں۔ (صحیح مسلم کتاب الذکر باب فضل مجالس الذکر)

بیعت کی ایک شرط درود شریف کا التزام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس درجہ محبت تھی کہ آپ کی زندگی کا کوئی لحہ بھی آنحضرتؐ پر درود بھیجنے سے خالی نہ تھا۔ اپنے منظوم عربی کلام میں آپ فرماتے ہیں:

مِن ذِکْرِ وَجْہِکَ یَا حَدِیقَۃ بَہْجَتِی ☆ لَمْ اَخْلُ فِی لَحْظٍ وَلَا فِی اٰنٖ

یعنی اے میری خوشیوں کے باغ میں تیرے ذکر سے کسی لحہ خالی نہیں رہتا۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے سب مراتب اور برکات آنحضرتؐ کی سچی پیروی، محبت اور آپ پر کثرت سے درود بھیجنے کی وجہ سے حاصل ہوئیں۔

فرماتے ہیں:

"یہ سب مراتب اور تفضلات اور عنایات اسی کے طفیل سے ہیں اور اسی سے محبت کرنے کا یہ صلہ ہے"۔

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۹۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں اپنی جماعت کو کثرت سے درود شریف پڑھنے کی نصائح فرمائیں وہاں اسے شرائط بیعت میں بھی شامل فرمایا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو دس شرائط بیعت تحریر فرمائیں ان میں سے تیسری شرط یہ ہے کہ ہر روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف بھیجیں۔ الفاظ یہ ہیں:

"سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنالے گا"۔ (اشتہار ۱۲/جنوری ۱۸۸۹ء)

خلافت ثالثہ اور خلافت رابعہ کے دور کے متفرق شہدائے احمدیت کا دلگداز تذکرہ

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲/جولائی ۱۹۹۹ء)

لندن (۲/جولائی): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ البقرہ کی آیات ۱۵۴، ۱۵۵ کی تلاوت اور ترجمہ پیش فرمایا اور پھر شہداء کے ذکر میں خلافت ثالثہ کے دور کے شہداء کا تذکرہ جاری رکھتے ہوئے آج سب سے پہلے مکرم ملک محمد انور صاحب ابن ملک محمد شفیع صاحب تاریخ شہادت ۲۲/اگست ۱۹۷۸ء کا ذکر فرمایا۔ آپ ۱۹۴۵ء میں قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا صحابی تھے۔ شہادت کے وقت آپ اور آپ کے والدین چک ۴۵ مرڑ نزد سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ میں مقیم تھے۔ آپ کو دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ ۲۲/اگست ۱۹۷۸ء کو بعض شرپسندوں نے آپ پر حملہ کیا جس سے آپ شدید زخمی ہوئے اور اسی رات اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔

مکرم مولوی نور احمد صاحب موضع کوریل ضلع اسلام آباد مقبوضہ کشمیر تاریخ شہادت ۵/اپریل ۱۹۷۹ء کا ذکر کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ آپ پیدائشی احمدی تھے۔ ۵/اپریل ۱۹۷۹ء کو دن کے دو بجے ہزاروں لوگوں کے ہجوم نے آپ کے گاؤں میں احمدیوں کے گھروں کو لوٹنا اور جلانا شروع کیا۔ حملہ آوروں نے آپ کو پتھروں سے کوٹ کوٹ کر شہید کر دیا۔

مکرم بشیر احمد رشید صاحب آف سری لنکا، تاریخ شہادت ۲۷/جون ۱۹۷۹ء۔ آپ کے دادا محمد جمال الدین صاحب نیگومبو میں جماعت کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے۔ ۱۹۷۸ء سے جماعت کی وہاں شدید مخالفت شروع ہوئی۔ کئی احمدیوں کے گھروں کو جلایا گیا۔ احمدیہ مسجد کو بھی آگ لگائی گئی۔ جون ۱۹۷۹ء میں آپ نماز عشاء پڑھ کر واپس آرہے تھے کہ غنڈوں نے چاقوؤں اور خنجروں سے حملہ کر دیا جس سے موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ مکافات عمل اس طرح ظاہر ہوئی کہ قاتلوں میں سے ایک شخص چلتی گاڑی کی زد میں آ گیا اور اس کے جسم کے ٹکڑے ہو گئے۔ دوسرے کو اپنے ہی ساتھیوں نے چاقوؤں سے حملہ کر کے ہلاک کر دیا۔ باقی دونوں دماغی توازن کھو بیٹھے اور انتہائی تکلیف دہ زندگی بسر کی۔

حضرت منشی علم دین صاحب کوٹلی آزاد کشمیر، تاریخ شہادت ۱۳/اگست ۱۹۷۹ء۔ آپ نے ۱۹۳۴ء میں بعد تحقیق شرح صدر سے احمدیت قبول کی۔ آپ عرائض نویس تھے۔ ۱۳/اگست ۱۹۷۹ء کو کچہری تشریف لے جا رہے تھے کہ دشمن نے آپ کا گلا کاٹ

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

زندہ الٰہی جماعت

جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ ایک ایسی زندہ الٰہی جماعت ہے جس میں اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اطاعت کے فیض سے کثرت سے ایسے افراد پائے جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی خاص تائیدات اور افضال وانعامات کے مورد ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ جماعت بلاشبہ مُنْعَمِیْن عَلَیْہِمْ کی جماعت ہے۔ان خاص انعامات الٰہیہ میں سے ایک شہادت کا عظیم المرتبت انعام بھی ہے جو اس جماعت کو عطا ہوا۔ چنانچہ ایسے خوش نصیب مردوں، عورتوں اور بچوں کی ایک بھاری تعداد اس جماعت میں ہے جنہوں نے خالصۃً اللہ کی رضا کی خاطر، اس کے دین کی سربلندی کے لئے ہر قسم کے دکھوں اور ابتلاؤں کا مقابلہ کرتے ہوئے صدق و وفا اور صبر واستقامت کی بے نظیر مثالیں قائم کیں اور راہ مولا میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے اپنے خونوں سے اپنے ایمان کی سچائی اور حقانیت اسلام و احمدیت کی شہادت دی۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پڑپوتے اور پڑنواسے مکرم صاحبزادہ مرزا غلام قادر احمد شہید کی دردناک شہادت پر ان شہدائے احمدیت کا نہایت ایمان افروز اور دلگداز تذکرہ اپنے خطبات جمعہ میں شروع فرمایا۔ اس پہلو سے صاحبزادہ مرزا غلام قادر احمد شہید نے شہادت کے ذریعہ جہاں خود اپنے رب کے حضور ایک لازوال زندگی حاصل کی اور اپنی شہادت سے ایک رنگ میں ساری قوم کو نئی زندگی بخشی وہاں وہ راہ خدا میں قربانی دینے والے تمام شہدائے احمدیت کی یادوں کو بھی اس شان سے زندہ کرنے کا موجب بنے کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے ان شہداء کا پاک تذکرہ ساری دنیا میں جاری ہو گیا۔ گویا وہ تمام شہداء پھر سے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہر سچے اور مخلص احمدی کے دل میں زندہ ہو گئے ہیں۔ (یہ خطبات براہ راست مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے ذریعہ تمام دنیا میں نشر ہونے کے علاوہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کی زینت بھی بن رہے ہیں)۔ اس سے نہ صرف ان شہداء اور پسماندگان کے لئے دعاؤں کا ایک سلسلہ چل نکلا ہے (جس پر ہر احمدی کو ذاتی طور پر بھی ایک حیاتِ نو نصیب ہو رہی ہے) بلکہ انہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے راہ خدا میں ہر قسم کی قربانیاں پیش کرتے چلے جانے کے نئے عزم باندھے جا رہے ہیں۔ گویا "مِنْھُمْ مَنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَ مِنْھُمْ مَنْ یَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا" کا حسین منظر ہے جو روشن سے روشن تر ہوتا دکھائی دے رہا ہے۔

فی زمانہ جبکہ جاہل دنیا پرست ملاؤں کے زیر اثر بہت سے مسلمانوں میں مذہب کے نام پر جبر و تشدد کے غیر اسلامی خیالات اس طرح سرایت کر چکے ہیں کہ وہ مذہب کے نام پر ناحق دوسروں کا خون بہانا اور "اسلامی جہاد" کے نام پر معصوموں کی جان لینا کار صواب اور خدمت اسلام سمجھتے ہیں، صرف جماعت احمدیہ ہی ایک ایسی جماعت ہے جو حقیقی اسلام پر کاربند ہے اور دوسروں کی جانیں لے کر نہیں بلکہ اپنی جانیں دے کر احیاء اسلام کے عظیم الشان اور مقدس جہاد میں سرگرم عمل ہے اور اپنے عملی نمونہ سے اسلام پر سے ہر قسم کے جبر واکراہ کے الزام کو دور کر رہی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا: "اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔ اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے"۔ (فتح اسلام)

چنانچہ آج "آخَرِیْنَ مِنْھُمْ" کی مصداق جماعت احمدیہ روئے زمین پر وہ واحد جماعت ہے جو آنحضرت ﷺ کے صحابہ کے پاک اسوہ کو اپناتے ہوئے ویسی ہی قربانیوں کے عظیم الشان نمونے قائم کر رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ مسیح پاک علیہ السلام کی یہ جماعت "اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی" کے عالمی ظہور کے لئے ہمیشہ ہر قسم کی قربانیاں پیش کرتی چلی جائے گی۔ ہم ایک زندہ الٰہی جماعت کے افراد ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ؎

جو مر گئے انہی کے نصیبوں میں ہے حیات ☆ اس رہ میں زندگی نہیں ملتی بجز ممات

ہمارا عزم ہے کہ:

خدا نے ہے خضر راہ بنایا ہمیں طریق محمدی کا
جو بھولے بھٹکے ہوئے ہیں ان کو صنم سے لاکر ملائیں گے ہم
مٹا کے کفر و ضلال بدعت کریں گے آثار دیں کو تازہ
خدا نے چاہا تو کوئی دن میں ظفر کے پرچم اڑائیں گے ہم

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

کر آپ کو شہید کر دیا۔ تقدیر الٰہی سے قاتل بعد میں پاگل ہو گیا اور گھر والوں کے لئے اور علاقہ کے لئے وحشت وخوف اور دہشت کی ایک علامت بن گیا بالآخر سات سال گیارہ ماہ اور بیس دن کی ذلت آمیز زندگی گزارنے کے بعد ۳؍مارچ ۱۹۸۷ء کو نشہ آور دوائیں کھا کر خودکشی کر لی۔ قاتل کے خاندان کا شیرازہ بکھر چکا ہے اور سارا خاندان ہی قہر الٰہی کا نشانہ بن چکا ہے۔

مکرم چوہدری مقبول احمد صاحب پنوں عاقل سندھ۔ تاریخ شہادت ۱۹؍فروری ۱۹۸۲ء۔ آپ نے ۱۹۶۷ء میں بیعت کی تھی۔ قبول احمدیت کے بعد سے آپ کی شدید مخالفت ہوئی۔ آپ کا لکڑی کا آرا تھا۔ ایک دن ایک نقاب پوش لکڑی خریدنے کے بہانے آیا اور خنجر نکال کر آپ پر پے در پے وار کر کے وہیں شہید کر دیا۔ شہادت کے بعد آپ کی بیوی پر ارتداد اختیار کرنے کے لئے بہت دباؤ ڈالا گیا مگر انہوں نے ثبات قدم سے ہر قسم کے دباؤ کو ٹھکرا دیا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے خلافت رابعہ کے دور کے شہداء کا تذکرہ شروع فرمایا۔ ان میں سب سے اول نمبر پر عبدالحکیم ابڑو شہید۔ وارہ ضلع لاڑکانہ، سندھ۔ تاریخ شہادت ۱۶؍اپریل ۱۹۸۳ء کا ذکر فرمایا۔ آپ دور خلافتِ رابعہ کے پہلے اور سندھ میں سندھی قوم کے بھی پہلے شہید ہیں۔ قرآن کریم کے عاشق، تبلیغ کے شیدائی، خلافت کے عاشق تھے۔ ۱۶؍اپریل ۱۹۸۳ء کو دو آدمی آپ کے گھر پر کلہاڑیوں سے مسلح آئے اور پے در پے وار کئے۔ آپ کے بیٹے، اہلیہ اور ایک بیٹی بھی آپ کو بچاتے ہوئے زخمی ہوئے۔ شہید مرحوم نے آخری سانسوں میں بھی احمدیت کی صداقت کے نعرے بلند کئے۔ آپ کے جسم پر کلہاڑیوں کے ۲۷ زخم تھے جن میں سے بعض دو سے تین انچ تک گہرے تھے۔

مکرم ڈاکٹر مظفر احمد صاحب شہید۔ ڈیٹرائٹ امریکہ۔ یوم شہادت ۸؍اگست ۱۹۸۳ء۔ امریکہ کی سرزمین پر اپنے خون سے شجر احمدیت کی آبیاری کرنے والے آپ پہلے شہید ہیں۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر صرف ۳۷ سال تھی۔ آپ نہ صرف ایک اچھے ڈاکٹر تھے بلکہ ایک کامیاب داعی الی اللہ بھی تھے۔ ۸؍اور ۹؍اگست ۱۹۸۳ء کی درمیانی رات ساڑھے نو بجے ایک سیاہ فام آپ کو ملنے گھر آیا۔ آپ اسے تبلیغ کرتے رہے۔ بعد ازاں جب اسے الوداع کہہ کر دروازے کی طرف مڑے تو اس نے پیچھے سے فائر کر دیا اور آپ موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ بعد ازاں قاتل نے جماعتی مرکز کو بھی بم سے اڑانے کی کوشش کی لیکن خود بھی ساتھ ہی جل مرا اور کیفر کردار کو پہنچا۔

مکرم شیخ ناصر احمد صاحب شہید اوکاڑہ۔ تاریخ شہادت ۱۸؍ستمبر ۱۹۸۳ء۔ ۱۶؍ستمبر ۱۹۸۳ء کو جب حضور ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ میں ڈاکٹر مظفر احمد صاحب شہید کا ذکر فرمایا تو آپ کی طبیعت پر اس کا بہت گہرا اثر ہوا۔ اور کہا کہ یہ تو قسمت والوں کو ملتی ہے اور ایسی زندگی کا کوئی نعم البدل نہیں۔ دو دن بعد ہی ۱۸؍ستمبر ۱۹۸۳ء کو عیدالاضحیٰ کے روز ایک شقی القلب نے آپ پر حملہ کر کے شہید کر دیا۔

مکرم چوہدری عبدالحمید صاحب شہید محراب پور سندھ۔ تاریخ شہادت ۱۰؍اپریل ۱۹۸۴ء۔ سربازار ایک شخص نے چھری سے حملہ کر کے شدید زخمی کر دیا جس سے آپ شہید ہو گئے۔ آپ بہت شگفتہ مزاج اور ہنس مکھ تھے۔ بوقت شہادت آپ محراب پور کی جماعت احمدیہ کے صدر تھے۔

مکرم قریشی عبدالرحمٰن صاحب شہید، سکھر۔ تاریخ شہادت یکم مئی ۱۹۸۴ء۔ آپ مسجد میں نماز مغرب ادا کرنے کے بعد گھر واپس آ رہے تھے کہ حملہ آوروں نے برچھیوں اور خنجروں سے حملہ کر دیا جس سے آپ شہید ہو گئے۔

مکرم ڈاکٹر عبدالقادر صاحب چینی شہید ، فیصل آباد۔ تاریخ شہادت ۱۶؍جون ۱۹۸۴ء۔ آپ نہایت مخلص احمدی تھے۔ ہردلعزیز، فرض شناس اور خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار رہتے تھے۔ ایک شخص مریض بن کر آپ کے پاس آیا۔ آپ اسے دیکھنے کے لئے جھکے تو اس نے چھری سے آپ پر وار کر دیا۔ زخم بہت کاری تھا جس سے آپ نے شہادت پائی۔

حضور نے ضمناً یہ بھی ذکر فرمایا کہ مکرمہ آپا سارہ صاحبہ اہلیہ کرنل صادق ملک صاحب آف راولپنڈی کی وفات پر حضور نے فرمایا تھا کہ آپ چینی صاحب کی بیٹی تھیں۔ اول تو آپ قاری غلام مجتبیٰ صاحب جو چینی کہلاتے تھے ان کی بیٹی نہیں بلکہ نواسی تھیں۔ دوئم یہ کہ قاری صاحب چینی نہیں تھے غالباً اس لئے چینی مشہور ہو گئے کہ ان کی دوسری شادی ہانگ کانگ میں ایک چینی خاتون سے ہوئی تھی اور عبدالقادر چینی شہید فیصل آباد اسی چینی بیوی کے بطن سے تھے جبکہ سارہ بیگم کی والدہ غیر چینی ماں کے بطن سے تھیں۔

مکرم ڈاکٹر انعام الرحمٰن صاحب انور شہید سکھر۔ تاریخ شہادت ۱۵؍مارچ ۱۹۸۵ء۔ آپ مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور کے ہاں ۱۹۳۷ء میں قادیان میں پیدا ہوئے۔ نہایت مخلص، غریبوں کے ہمدرد اور جماعتی کاموں سے گہرا لگاؤ رکھنے والے انسان تھے۔ ۱۵؍مارچ ۱۹۸۵ء کو نماز جمعہ کے بعد بازار گئے۔ اچانک دشمنوں نے بندوقوں اور چاقوؤں سے حملہ کر دیا۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر ۴۹ سال کے قریب تھی۔

مکرم چوہدری عبدالرزاق صاحب شہید، بھریاروڈ سندھ۔ تاریخ شہادت ۷؍اپریل ۱۹۸۵ء۔ آپ ایک صابر و زاہد انسان تھے۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ ۷؍اپریل ۱۹۸۵ء کو اپنی آڑھت کی دوکان پر بیٹھے تھے کہ دن کے گیارہ بجے ایک بدبخت نے آپ پر گولی چلا دی جس سے موقع پر ہی شہید ہو گئے۔

مکرم ڈاکٹر عقیل بن عبدالقادر شہید، حیدر آباد۔ تاریخ شہادت ۹؍جون ۱۹۸۵ء۔ آپ کے والد صاحب صحابی تھے۔ آپ آنکھوں کے معالج تھے۔ بیس سال لیاقت میڈیکل کالج میں بطور پروفیسر تدریس کے فرائض سرانجام دئے۔ باوجود مخالفت کے بے دھڑک تبلیغ کرتے۔ ۹؍جون کو دن دہاڑے قاتلوں نے آپ پر حملہ کر کے شہید کیا۔ ان کی شہادت پر اس وقت حضور ایدہ اللہ نے فرمایا تھا کہ یہ جو شہادتیں ہو رہی ہیں ان شہادتوں کے نتیجہ میں وہ پاکیزہ لوگ اور وہ پیارے وجود پاکستان سے رخصت ہو رہے ہیں جو دراصل پاکستان کی بقا کے ذمہ دار ہیں۔ یہ ایسے وجود ہیں کہ جن پر خدا کی رحمت کی نظر پڑتی ہے تو باقی لوگ بھی بخشے جاتے ہیں۔

"شیخ عجم"

حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شہید افغانستان

کے سوانح حیات (۱۸۵۳ء - ۱۹۰۳ء)

حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیفؓ کا وطن، خاندان اور پیدائش

حضرت صاحبزادہ صاحب افغانستان کے صوبہ پکتیا کے علاقہ خوست کے رہنے والے تھے۔ آپ کے گاؤں کا نام سیّدگاہ ہے جو دریائے شمل کے کنارہ پر آباد ہے۔

پکتیا میں چند گاؤں آپ کی ملکیت تھے۔ زرعی اراضی کا رقبہ سولہ ہزار کنال تھا۔ اس میں باغات اور پن چکیاں بھی تھیں۔ اس کے علاوہ ضلع بنّوں میں بھی بہت سی زمین تھی۔ آپ کے والد صاحب کا نام سید محمد شریف تھا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا شجرۂ نسب تو جل کر ضائع ہو گیا لیکن میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ ہم حضرت سید علی ہجویریؒ المعروف بہ داتا گنج بخش کی اولاد ہیں۔

ہمارے آباء دہلی کے بادشاہوں کے قاضی ہوتے تھے۔ خاندان کی ایک بڑی لائبریری تھی جس کی قیمت نولاکھ روپیہ بتائی جاتی ہے۔ جب ہمارے بزرگوں نے حکومت میں عہدے حاصل کر لئے تو ان کی توجہ کتب خانہ کی طرف نہ رہی اور یہ کتابیں ضائع ہو گئیں۔ میرا اپنا یہ حال ہے کہ جائیداد چونکہ مجھے ورثہ میں ملی ہے اس لئے اسے رکھنے پر مجبور ہوں ورنہ میرا دل دولت کو پسند نہیں کرتا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے کہ صاحبزادہ صاحب کی عمر ۵۰ سال تھی۔ حضورؑ فرماتے ہیں:

"قریباً پچاس برس کی عمر تک تنعم اور آرام میں زندگی بسر کی تھی"۔ (تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۵۱)

حضرت صاحبزادہ صاحب کی شہادت ۱۹۰۳ء میں ہوئی اس طرح ان کا سن پیدائش ۱۸۵۳ء بنتا ہے۔

جناب قاضی محمد یوسف صاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ صوبہ سرحد نے ۱۹۰۲ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر قادیان میں حضرت صاحبزادہ صاحب کو دیکھا تھا۔ وہ لکھتے ہیں:

"حضرت شہید مرحوم کا قد درمیانہ تھا۔ ریش مبارک بہت گھنی نہ تھی۔ بال اکثر سیاہ تھے اور ٹھوڑی پر کچھ کچھ سفید تھے"۔

(عاقبۃ المکذبین حصہ اول صفحہ ۴۰ سن اشاعت ۱۹۳۶ء)

حضرت صاحبزادہ صاحب کے شاگرد سید احمد نور صاحب کابلی نے محرم ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء میں حضرت صاحبزادہ صاحب کے حالات شائع کئے تھے۔ انہوں نے آپ کی عمر ساٹھ اور ستر سال کے درمیان لکھی ہے۔ میری رائے میں یہ اندازہ کی غلطی ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی عمر شہادت کے وقت جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تذکرۃ الشہادتین میں (۱۹۰۳ء میں) تحریر فرمایا ہے پچاس سال ہی تھی۔

(شہید مرحوم کے چشم دید واقعات حصہ اول صفحہ ۱،۲۔ حصہ دوم صفحہ ۵۔ عاقبۃ المکذبین حصہ اول صفحہ ۴۰)

☆......☆......☆

تحصیل علم کے سفر

حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف نے ہندوستان میں مندرجہ ذیل مقامات پر علوم مروجہ کی تعلیم حاصل کی:

امرتسر، لکھنو، دیوبند اور ضلع پشاور۔ ان جگہوں پر ان کا مجموعی قیام کئی سال رہا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب عربی، فارسی، پشتو اور اردو زبان جانتے تھے۔

جب آپ کا حصول علم کے لئے سفر کا ارادہ ہوا تو پہلے بنوں آئے۔ یہاں کچھ عرصہ قیام کیا اس دوران میں علاقہ کے نمبردار آپ کے پاس آیا کرتے تھے اور آپ کی خاطر گھڑ سواری اور نیزہ بازی وغیرہ کھیل کھیلا کرتے تھے۔ آپ نے ان سے مشورہ کیا تو انہوں نے عرض کی کہ اب برسات کا موسم ہے اسے گزر لینے دیں۔ بارشوں کے بعد ہندوستان کا سفر کریں۔ آپ نے یہ مشورہ قبول نہیں کیا اور اسی موسم میں روانہ ہو گئے۔ آپ کے پاس بہت سا سامان اور نقدی تھی۔ جب کُرّم دریا پر پہنچے تو وہ بہت چڑھا ہوا تھا۔ پانی نہایت گدلا تھا۔ آپ نے کپڑے اور سامان گھوڑے پر رکھا اور تہہ بند باندھ کر سوار ہو گئے اور گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ ہم سفروں کے گھوڑے تو دریا عبور کر گئے لیکن آپ کا گھوڑا لہروں کی تاب نہ لا سکا اور ڈوبنے لگا۔ آپ دریا میں کود گئے۔ آپ کو تیرنا نہ آتا تھا، غوطے کھانے لگے۔ اس دوران آپ کے لبوں پر یہ الفاظ تھے "یا رحیم، یا رحیم، یا رحیم"۔ اللہ نے فضل فرمایا اور آپ دوسرے کنارے تک پہنچ گئے۔ سامان اور نقدی سب ضائع ہو گئی۔ پاس ہی ایک گاؤں تھا جس میں ایک صاحب مولوی جان گُل رہتے تھے وہ آپ کے واقف تھے۔ ان کے ہاں چلے گئے۔ صاحبزادہ صاحب نے ان سے حصول علم کے لئے سفر کرنے کا ذکر کیا۔ مولوی صاحب نے عرض کی کہ میں بھی ساتھ چلتا ہوں۔ آپ نے فرمایا میرے پاس تو اس وقت ایک تہہ بند ہے۔ فقیرانہ بھیس میں جاؤں گا اگر آپ میرے ساتھ جانا چاہتے ہیں تو ایسے ہی لباس میں جانا ہوگا اور ملنگ بن کر سفر کرنا ہوگا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کو سینہ ننگا رکھنا پسند نہ تھا اس لئے دوران سفر ایک رومال سے سینہ ڈھانک لیا کرتے تھے۔

امرتسر میں کشمیری محلّہ کے ایک حنفی المذہب مولوی صاحب کے پاس قیام کیا۔ وہاں ایک بڑی لائبریری تھی اس سے آپ نے بہت استفادہ کیا۔ رات دن مطالعہ میں مصروف رہتے تھے۔ امرتسر میں عام لوگوں سے واقفیت نہیں پیدا کی۔ گمنامی کی حالت میں رہتے تھے۔ کبھی کبھی تارک الدنیا فقراء کے پاس چلے جاتے تھے۔ صاحبزادہ صاحب کو گھر سے خرچ کے لئے روپیہ آیا کرتا تھا اس سے غریبوں کی مدد کر دیا کرتے تھے اور خود سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔

امرتسر میں آپ پر عجیب وغریب حالات گزرتے تھے فرماتے تھے وہاں مجھے آنحضرت ﷺ کے مزار مبارک کی ایسی خوشبو آتی تھی جیسے کسی باریک رومال میں کوئی خوشبو پاس ہی رکھی ہوئی ہو۔

فرمایا کرتے تھے کہ امرتسر کے مولوی صاحب سے میں نے تدریس کے طور پر تعلیم نہیں پائی البتہ ان کی لائبریری سے بہت استفادہ کیا اور کبھی کوئی بات پوچھنی ہوتی تو ان سے پوچھ لیا کرتا تھا۔

ایک دفعہ ایک اہل حدیث مسلک کے کسی عالم کی طرف سے دہلی سے ایک رسالہ حنفی مولوی صاحب کے نام آیا۔ انہوں نے صاحبزادہ صاحب سے اس کا ذکر کیا اور یہ بھی بتایا کہ دہلی سے بعض علماء اختلافی مسائل پر بحث کرنے کے لئے امرتسر آ رہے ہیں کیا کرنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اپنا وکیل بنا دیں۔ ان کے آنے پر میں خود ہی انہیں جواب دے لوں گا۔ جب دہلی سے اہل حدیث مولوی صاحبان آئے تو آپ ان سے بحث کرنے کے لئے تیار ہو کر آ گئے۔ اس موقعہ پر جو سوالات کئے گئے حضرت صاحبزادہ صاحب نے ان کے ایسے جواب دئے کہ آنے والے مولوی حیران رہ گئے اور خاموشی سے دہلی واپس چلے گئے۔

لکھنو میں حضرت صاحبزادہ صاحب مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی کے شاگرد تھے۔ مولانا عبدالحی صاحب دوسرے طالبعلموں کی نسبت آپ کی طرف زیادہ توجہ فرماتے تھے۔ اس کا دوسرے شاگردوں نے شکوہ کیا اس پر مولانا نے فرمایا: اس کا نام لطیف، قوم لطیف، زمین لطیف، رنگ لطیف۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس میں اتنے لطف جمع کر دئے ہیں تو ایک لطف میرا بھی سہی۔ تم کیوں برا مانتے ہو۔ اس موقعہ پر ضمناً یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ مولانا عبدالحی فرنگی محلی کے ممتاز شاگردوں میں دو اور احمدی بزرگ بھی تھے جو کسی زمانہ میں ان سے تعلیم پاتے رہے۔ یعنی حضرت مولانا سید عبدالواحد صاحب امیر بنگال اور حضرت مولانا سید عبدالماجد صاحب امیر بہار۔

حضرت صاحبزادہ صاحب ایام طالب علمی میں صوبہ سرحد کے ایک مقام بازید خیل میں بھی مقیم رہے تھے۔ یہ گاؤں جناب صاحبزادہ سیف الرحمٰن صاحب مرحوم کا ہے۔ بازید خیل میں بہت

Chaudry Good Will Store

ہمارے ہاں ہر قسم کا گھریلو نیا سامان مثلاً واشنگ مشین، برتن دھونے والی مشین، فریج، چولہے، ڈنر سیٹ، کپڑے اور ہر قسم کے مردانہ و زنانہ جوتے ارزاں قیمتوں پر دستیاب ہیں

نیز پاکستانی لیڈیز سوٹ ہر موسم کے مطابق ملتے ہیں

کورین ڈبل کمبل کی سیل جاری ہے
فی کمبل DM 69-00۔ (شادی کے لئے عمدہ تحفہ)

آنے کا راستہ

گروس گیراؤ سے آٹھ کلو میٹر پر Mannheim کی طرف

Mini Mall McDonald اور Lidal کے ساتھ

Chaudry Fazal Ahmed
Chaudry Good Will Store
An Der Riedbahn-8
64560 Godderlau - Germany
Tel: 06158-915721

سے بزرگ عالم گزرے ہیں اور تحصیل علم کے لئے دور دور سے طالب علم یہاں آتے تھے۔ جناب صاحبزادہ غلام احمد صاحب نے بتایا کہ حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف صاحب سے ان کے خاندان کی جدی رشتہ داری بھی ہے۔

(قلمی مسودہ صفحہ ۷۷ و چشم دید واقعات حصہ دوم صفحہ ۱۸، ۱۹۔ تاریخ احمدیہ سرحد مصنفہ قاضی محمد یوسف صاحب صفحہ ۲۳۶)

☆......☆......☆

تحصیل علم کے بعد وطن میں قیام اور مصروفیات

تحصیل علم کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب اپنے وطن واپس آگئے اور سید گاہ میں قیام کر کے علوم دینیہ کی تعلیم و تدریس، اصلاح احوال، قیام سنت نبوی ﷺ اور تربیت خلق میں مصروف ہو گئے۔ اس وقت وہاں کے رواج کے مطابق ان کی سوتیلی مائیں ان کے آبائی گھر میں بیوگی کی حالت میں اپنا وقت گزار رہی تھیں۔ ان کو کہیں آنے جانے کی اجازت نہ تھی۔ پہلا کام آپ نے یہ کیا کہ ان سے کہا کہ اگر وہ شادی کرنا چاہیں تو کر سکتی ہیں اور اگر اپنے گھروں کو جانا چاہیں تو جتنا سامان چاہیں ساتھ لے کر جا سکتی ہیں، ان کی طرف سے اجازت ہے۔ اس پر وہ اپنی خواہش کے مطابق رخصت ہو گئیں۔

جب آپ کی برادری کے لوگوں کو اس کا علم ہوا تو وہ آپ سے ناراض ہوئے اور کہا کہ آپ نے تو ہماری ناک کاٹ ڈالی ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ اگر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے دین پر عمل کرنے سے ناک کٹتی ہے تو کٹے مجھے ایسی ناک کی ضرورت نہیں۔

سید احمد نور بیان کرتے ہیں کہ آپ کے مہمان خانہ میں عموماً تیس چالیس آدمی رہتے تھے۔ آپ بہت مہمان نواز تھے۔ ان سب لوگوں کے کھانے کا انتظام آپ کی طرف سے ہوتا تھا۔ آپ کی ایک وسیع بیٹھک تھی جس میں دو صد افراد بیٹھ سکتے تھے۔ جب لوگ نماز کے لئے آتے تو پہلے بیٹھک میں مجلس ہوتی، قرآن و حدیث کا درس دیا جاتا تھا اور دینی امور پر گفتگو ہوتی تھی۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو سب مسجد میں آجاتے اور نماز ادا کرتے تھے۔ مسجد میں نماز سے پہلے یا بعد میں کوئی بات چیت نہیں ہوتی تھی۔ مسجد کے احاطہ میں حجرے بنے ہوئے تھے جن میں آپ کے شاگرد رہا کرتے تھے۔ جانب شمال ایک نہر تھی جو آپ کے گھر کے صحن میں سے گزرتی تھی۔

آپ نہایت سخی تھے اور غرباء کا خاص خیال رکھتے تھے۔ جب قحط سالی ہوتی تو آپ اپنا تمام غلہ فروخت کر کے اس سے حاصل شدہ آمد غریبوں کی امداد میں صرف کر دیا کرتے تھے۔

اس زمانہ میں خوست میں تین قسم کے لوگ تھے۔ ایک طبقہ حاکموں کا تھا، دوسرے عام مولوی اور تیسرے شیخان جو تصوف کا رنگ رکھتے تھے اور اپنے آپ کو قادری سلسلہ کی طرف منسوب کرتے تھے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب فرمایا کرتے تھے جب میں نے ان تینوں گروہوں کو دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کے طریق کے خلاف پایا۔ حاکم نہایت ظالم تھے اور لوگوں سے ناجائز طریق سے روپیہ وصول کر کے دولت سمیٹتے تھے۔ مولویوں کو دیکھا تو انہیں ایسا پایا کہ ہر ایک سے جھگڑتے ہیں اور فتویٰ بازی کرتے رہتے ہیں۔ شیخان کو دیکھا تو ان کے ہاتھوں میں لمبی لمبی تسبیحیں پائیں۔ وہ بہت سے امور میں قرآن و حدیث کے خلاف تعلیم دیتے تھے مثلاً یہ کہ پٹے رکھنا حرام ہے۔ نسوار کا استعمال حرام ہے جس زمین میں نسوار کا پودہ کاشت کیا جائے پلید ہو جاتی ہے اور تین سال تک اس میں لگائی گئی فصل کا استعمال حرام ہوتا ہے۔ نسوار استعمال کرنے والے کی بیوی بغیر اس کے کہ اسے طلاق دی جائے مطلقہ ہو جاتی ہے۔ وہ لوگ مانڑ کی (مانکی) کے پیر صاحب کے متبع تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ ان کے پیر کو آسمان میں، زمین کے نیچے اور دریاؤں کے اندر جس قدر بھی مخلوق ہے اس کا علم ہے۔

آپ کے شاگرد مولانا عبدالستار خان بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی صحبت میں آنے سے پہلے میں بھی شیخان سے تعلق رکھتا تھا لیکن جب میں نے اپنے پہلے استاد کو چھوڑ کر حضرت صاحبزادہ صاحب کی شاگردی اختیار کی اور آپ سے بہت سے حقائق و معارف سنے تو ان کا میرے دل پر بہت اثر ہوا۔ ایک مرتبہ میں نے آپ سے شیخان کے عقائد کے بارہ میں سوال کیا تو آپ نے ان کی تردید فرمائی اور سمجھایا کہ جو بھی پیر و مرشد دنیا میں ہیں وہ خدا تعالیٰ کے بندے ہیں اور اس کے حکم کے تابع ہیں اور وہ خدا کے رسول کے قدم پر ہوتے ہیں اور یہی ان کی بزرگی ہے۔ ولایت، قطبیت یا غوثیت اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

مولانا عبدالستار خان صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب اور دوسرے عالموں کے کلام میں یہ امتیاز ہوتا تھا کہ جب عام مولویوں سے کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو وہ یوں جواب دیتے تھے کہ ان کے خیال میں یہ مسئلہ اس طرح ہوگا۔ وہ لوگ ظنی باتیں کرتے تھے، انہیں یقین حاصل نہیں تھا۔ لیکن آپ جب جواب دیتے تو پورے یقین اور وثوق کے ساتھ دیا کرتے تھے۔

چونکہ شیخان افغانستان میں بکثرت پھیلے ہوئے تھے اس لئے حضرت صاحبزادہ صاحب نے ان کے حالات کی تحقیق کی ضرورت محسوس کی۔ چنانچہ آپ نے ان سے نرمی اور محبت کا تعلق رکھنا شروع کیا۔ جو لوگ آپ کے پاس آتے آپ انہیں قرآن و حدیث کی طرف دعوت دیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ شیخان کا ایک عالم آپ کے پاس آیا اور عرض کی کہ صاحبزادہ صاحب آپ کو ہمارے استاد پیر صاحب مانڑ کی سے ملنا چاہئے جو اس وقت سوات کے آخون صاحب کے مؤذن ہیں۔ چنانچہ صاحبزادہ صاحب ان سے ملنے کے لئے روانہ ہوئے۔ اثناء سفر میں جگہ جگہ شیخان آپ کو ملتے رہے۔ وہ آپ کی بہت عزت کرتے تھے اور اس بات پر خوش ہوتے تھے کہ اتنا بڑا آدمی ہمارے پیر کا شاگرد بننے کے لئے جا رہا ہے۔ حالانکہ آپ کا مقصد ان کے حالات معلوم کرنا تھا۔ وہ یہ جاننا چاہتے تھے کہ کیا شیخان کے مولوی جن مخصوص عقائد کی افغانستان میں تعلیم دیتے ہیں وہ واقعی پیر صاحب مانڑ کی کے عقائد ہیں یا یہ امور ان کی طرف غلط منسوب کئے جاتے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب فرماتے تھے کہ جب میں پیر صاحب سے ملا تو معلوم ہوا کہ بظاہر وہ اچھے آدمی ہیں اور ان کے منہ سے میں نے کوئی ایسی بات نہیں سنی جو شیخان ان کی طرف منسوب کیا کرتے تھے۔ میں چند روز ان کے پاس رہ کر واپس آگیا۔

جب حضرت صاحبزادہ صاحب واپس آئے تو شیخان پہلے سے زیادہ تعداد میں آپ کے پاس آنے لگے۔ ان کا خیال تھا کہ آپ ان کے پیر سے مل کر آئے ہیں اس لئے ان کی باتیں سننی چاہئیں۔ جب شیخان کے مخصوص مسائل کے بارہ میں فتویٰ پوچھا جاتا تو حضرت صاحبزادہ صاحب کی رائے سن کر ان کو تعجب ہوتا اور وہ کہتے کہ مانکی کے پیر صاحب تو یوں کہتے ہیں لیکن آپ اُن کی رائے کے خلاف فتویٰ دیتے ہیں۔

اس پر حضرت صاحبزادہ صاحب نے ایک دفعہ پھر سفر کیا۔ آپ اس امر کی تحقیق کرنا چاہتے تھے کہ آیا ان باتوں کی پیر صاحب خود تعلیم دیتے ہیں یا یہ لوگ ان کی طرف غلط طور پر منسوب کرتے ہیں۔ جب آپ دوسری مرتبہ ان کے پاس پہنچے تو معلوم ہوا کہ مانکی صاحب کے پاس ایک اور مولوی صاحب آئے ہوئے ہیں جو سوٹا کے پیر صاحب کے نام سے مشہور ہیں۔ سوٹا صوبہ سرحد میں صوابی کے نزدیک ایک مقام ہے۔ ان دونوں پیروں کے درمیان مذکورہ بالا اختلافی مسائل پر جھگڑا ہو رہا تھا۔ بحث کے مقام پر دونوں فریقوں کے ہزارہا حامی موجود تھے۔ بالآخر باہم یہ طے پایا کہ تصفیہ کے لئے کسی تیسری جگہ جانا چاہئے اور صحیح مسلک معلوم کرنا چاہئے۔ دریں اثنا حضرت صاحبزادہ صاحب وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے جھگڑا سن کر کہا کہ یہیں پر کتابیں دیکھ کر معلوم کر لیتے ہیں کہ صحیح راستہ کون سا ہے، جھگڑا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ نے متنازع فیہ مسائل کے حل کے لئے بہت سی کتابوں کے حوالے پیش کئے لیکن پیر صاحب مانکی نے انہیں ماننے سے انکار کر دیا۔ تب حضرت صاحبزادہ صاحب کا دل ان سے پھر گیا اور ان کو یقین ہو گیا کہ وہ صداقت کو قبول کرنے پر تیار نہیں ہونگے۔ مجلس مباحثہ میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے ان مولویوں کو کشفاً بندروں کی شکل میں دیکھا تھا۔

انگریزی گورنمنٹ کو رپورٹ ملی کہ جھگڑا بڑھ گیا ہے، ہزاروں لوگ جمع ہیں اور فساد کا اندیشہ ہے تو اس نے حکم دے کر تمام مجمع منتشر کروا دیا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب بھی واپس روانہ ہو گئے۔ پشاور میں آپ نے آنحضرت ﷺ کو رؤیا میں دیکھا، حضورؐ نے فرمایا کہ یہ لوگ تو مبتدع ہیں ان کو یونہی کیوں چھوڑ کر آگئے۔ اس پر حضرت صاحبزادہ صاحب واپس گئے اور ان کو یہ پیغام پہنچایا کہ میں تمہارے غلط عقائد اور تمہاری لمبی لمبی تسبیحوں سے بیزار ہوں۔ یہ پیغام دے کر واپس وطن کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستہ میں جا بجا شیخان کے غلط عقائد کی تردید بیان کرتے رہے۔

بعض لوگوں نے آپ سے عرض کی کہ آپ کی باتیں تو درست ہیں لیکن شیخان اس علاقے میں بکثرت پھیلے ہوئے ہیں ان کی مخالفت کرنا خطرناک دشمنی مول لینا ہے لیکن حضرت صاحبزادہ صاحب اپنے طریق پر جرأت سے قائم رہے۔

جب آپ وطن پہنچے تو شیخان کی تردید میں بہت کام کیا۔ اپنے شاگردوں کو متعلقہ مسائل لکھوا دیئے تاکہ وہ ضرورت پڑنے پر شیخان سے گفتگو کر سکیں اور ان کے غلط اور خلاف اسلام عقائد کا رد کر سکیں۔ شیخان آپ کے شاگردوں کو بہت تنگ کرتے تھے۔

پیر صاحب مانکی کا ایک شاگرد مولوی الہ دین ملا لنگ تھا جو خلاف قرآن و حدیث فتوے دینے میں پیش پیش تھا۔ اس کی رپورٹ امیر عبدالرحمٰن خان کو کی گئی تو اس نے اسے شریعت کے مطابق تصفیہ کرنے کے لئے کابل بلوایا لیکن اس نے جانے سے انکار کر دیا۔ ایک مرتبہ مقامی حکام نے اسے گرفتار بھی کیا لیکن وہ دھوکہ دے کر فرار ہو گیا اور حکومت کابل سے باغیانہ زندگی گزارنے لگا۔

(قلمی مسودہ صفحہ ۷۸۔ شہید مرحوم کے چشم دید واقعات حصہ اول صفحہ ۱ تا ۳۔ شہید مرحوم کے چشم دید واقعات حصہ دوم صفحہ ۲، ۳، ۸ تا ۱۲)

(باقی اگلے شمارہ میں)

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

کھلا کپڑا اور ریڈی میڈ سوٹ خصوصی رعایتی قیمت پر

جلسہ سالانہ پر آنے والے احمدی مسلمان بھائیوں کے لئے خصوصی رعایتی قیمت پر کھلا کپڑا اور ریڈی میڈ سوٹ کے لئے ہماری دوکان پر تشریف لائیں جو ساؤتھ آل میں ۹۵ دی براڈوے پر ہے

The name in Indian Fashion

G.R.FABRICS-95 The Broadway - Southall

Tel: 0181-813-8204

خطبہ جمعہ

خدمت دین کرتے ہوئے راہِ خدا میں وفات پانے والے بعض واقفین زندگی مبلّغین کا ذکر خیر

یہ بھی اللہ کے فضل سے راہِ خدا میں شہداء شمار ہونے چاہئیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۲۸/ مئی ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۸/ ہجرت ۱۳۷۸ھ ہجری شمسی

بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ . اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ. وَلَا تَقُوْلُوا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ. بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ﴾-(سورة البقره آيات ۱۵۴ تا ۱۵۵)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو صبر اور صلوٰۃ پر قائم رہتے ہوئے صبر اور صلوٰۃ کے ذریعہ استعانت طلب کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہے۔ اور جو راہِ خدا میں قتل کئے جائیں انہیں مردے نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔

یہ وہی سلسلۂ شہادات ہے جو ایک لمبے عرصہ سے جاری ہے اور ایک لمبے عرصے تک جاری رہے گا۔ اس دفعہ جن شہداء کا ذکر کیا جا رہا ہے یہ وہ ہیں جن کو براہ راست دشمن نے قتل نہیں کیا بلکہ راہِ خدا میں خدمت کرتے ہوئے وفات پاگئے۔ پس اس پہلو سے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ بھی راہِ خدا کے شہداء میں شمار ہونے چاہئیں۔

اس ضمن میں جو فہرست میں نے تیار کی ہے سر دست اس میں سب سے پہلا نمبر مرزا احمد شفیع صاحب مرحوم کے بھائی مرزا منور احمد صاحب کا آتا ہے لیکن اس ضمن میں ایک گزشتہ خطبے میں ایک یادداشت کی خرابی کی وجہ سے یا بے توجہی کی وجہ سے غلط بات کہہ دی گئی تھی اس کو درست کرنا چاہتا ہوں۔ مرزا احمد شفیع صاحب مرحوم کے صاحبزادے مرزا مسیح احمد صاحب نے جرمنی سے یہ درستی کروائی ہے بالکل معمولی سی بات تھی مگر بہرحال خطبات میں درستی ہونی ضروری ہے۔ امتہ الرحمٰن صاحبہ مرحومہ کے ساتھ جو بیٹی رہتی تھیں ان کا نام میں نے غلطی سے امتہ الباسط کہہ دیا تھا۔ اس بیٹی کا نام امتہ القیوم ہے اور امتہ القیوم اب شادی شدہ ہیں اور سرگودھا میں مقیم ہیں جبکہ امتہ الباسط صاحبہ لندن میں رہتی ہیں اور یہ ہیں وہ جو فضل اور شیلا کی والدہ ہیں۔ پس اس درستی کے بعد اب میں ان شہداء کا ذکر کرتا ہوں۔

سب سے پہلے **شہزادہ عبدالمجید صاحب** تاریخ شہادت ۲۲/ فروری ۱۹۲۸ء کا ذکر کرتا ہوں جن کا مدفن تہران میں ہے۔ حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۲/ جولائی ۱۹۲۴ء کو شہزادہ عبدالمجید صاحب لدھیانوی کو ایران میں احمدیہ مرکز قائم کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔ آپ کے ہمراہ مولوی ظہور حسین صاحب اور محمد امین خان صاحب بھی تھے جن کو بخارا میں احمدیت کا پیغام پہنچانے کا حکم دیا گیا تھا۔ حضرت شہزادہ صاحب جو اس تبلیغی وفد کے امیر بھی تھے اپنے دوسرے ساتھیوں سمیت ۱۶/ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو ایران کے مشہور شہر مشہد میں پہنچے اور پانچ چھ دن کے بعد مشہد سے تہران میں تشریف لے گئے اور وہاں نیا دار التبلیغ قائم کیا۔

حضرت شہزادہ عبدالمجید صاحب ضعیف العمر بزرگ اور قدیم صحابہ میں سے تھے اور نہایت اخلاص سے اپنے خرچ پر آئے تھے۔ مگر یہاں آکر خرچ ختم ہو گیا۔ پیچھے کوئی جائیداد نہیں تھی۔ مرکز سے مستقل مالی امداد ان کو نہیں دی جا رہی تھی۔ آپ معمولی سی صف اور نہایت مختصر سے بستر پر زندگی بسر کیا کرتے تھے یہاں تک نوبت آجاتی تھی کہ کپڑے دھونے کے لئے صابن کا خرچ نہیں رہتا تھا۔ بایں ہمہ آپ نے آخر دم تک اپنے عہد کو نبھایا اور بے نفس خدمات سے باقاعدہ وہاں جماعت قائم کر دی۔ ۲۲/ فروری ۱۹۲۸ء کو تہران میں انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ نے ان کی وفات پر فرمایا: "شہزادہ عبدالمجید صاحب...... افغانستان کے شاہی خاندان سے تھے اور شاہ شجاع کی نسل سے تھے۔ آپ نہایت ہی نیک نفس اور متوکل آدمی تھے۔ میں نے جب تبلیغ کے لئے اعلان کیا کہ ایسے مجاہدوں کی ضرورت ہے جو تبلیغ دین کے لئے زندگی وقف کریں تو انہوں نے بھی اپنے آپ کو پیش کیا۔ اس وقت ان کے پاس کچھ روپیہ تھا انہوں نے اپنا مکان فروخت کیا، رشتہ داروں اور متعلقین کو حصہ دے کر خود ان کے حصہ میں جتنا آیا وہ ان کے پاس رہا اس لئے مجھے لکھا کہ میں اپنے خرچ پر جاؤں گا۔ اس وقت میں ان کو بھیج نہ سکا اور جب کچھ عرصہ بعد ان کو بھیجنے کی تجویز ہوئی تو اس وقت وہ روپیہ خرچ کر چکے تھے مگر انہوں نے ذرا نہ جتایا کہ ان کے پاس روپیہ نہیں ہے۔ ہندوستان سے باہر کبھی نہ نکلے تھے۔ اس ملک (یعنی ایران) میں کسی سے واقفیت نہ تھی مگر انہوں نے اخراجات کے نہ ہونے کا قطعاً اظہار نہ کیا اور وہاں ایک عرصے تک اسی حالت میں رہے۔ انہوں نے وہاں سے بھی اپنی حالت نہ بتائی۔ نامعلوم کس طرح گزارہ کرتے رہے مگر پھر مجھے اتفاقاً پتہ چلا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں ایک دفعہ دیر تک ان کا خط نہ آیا اور پھر جب آیا تو لکھا تھا کہ میرے پاس ٹکٹ کے پیسے نہیں تھے اس لئے خط نہیں لکھ سکا۔ اس وقت مجھے سخت افسوس ہوا کہ چاہئے تھا جب ان کو بھیجا گیا اس وقت پوچھ لیا جاتا کہ آپ کے پاس خرچ ہے کہ نہیں۔ پھر میں نے ایک قلیل رقم ان کے گزارہ کے لئے مقرر کر دی۔ وہاں کے لوگوں پر ان کی روحانیت کا جو گہرا اثر تھا اس کا پتہ ان چٹھیوں سے لگتا ہے جو آتی رہی ہیں۔ ابھی پرسوں ترسوں اطلاع ملی کہ آپ یکم رمضان المبارک فوت ہو گئے۔ دس دن بیمار رہے پہلے ہلکا ہلکا بخار رہا۔ آخری دن بہت تیز بخار ہو گیا اور ڈاکٹر کو بلایا تو اس نے کہا ہسپتال لے چلو۔ دوسرے دن وہاں لے جانا تھا کہ فوت ہو گئے۔ ان کی تیمار داری کرنے والے رات بھر جاگتے رہے تھے۔ سحری کے وقت تیمار دار صبح کی نماز کے بعد سو گئے اور بارہ بجے دوپہر کے قریب ان کی آنکھ کھلی تو آپ فوت ہو چکے تھے۔ حضرت شہزادہ عبدالمجید صاحب تہران کے جنوبی طرف شہر کے سب سے چھوٹے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ ۱۹۵۳ء تک آپ کا مزار مبارک موجود تھا مگر اس کے بعد قبرستان ہموار کر کے اس پر عمارتیں تعمیر کر دی گئیں۔

دوسرے مبلغ جن کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ **محمد رفیق صاحب کا شغر** ۱۹۳۹ء مدفن کاشغر۔ مکرم مولوی محمد رفیق صاحب موضع چاچڑ ضلع شاہ پور کے رہنے والے تھے۔ تحریک جدید کے مطالبہ نمبر دس کے تحت انہوں نے اپنی زندگی وقف کی تھی۔ تحریک جدید کے مطالبہ نمبر دس کے مطابق صرف زادِ راہ لے کر کسی غیر ملک میں جائیں گے یہ شرط تھی۔ چنانچہ وہ محض زادِ راہ لے کر اس غیر ملک کے لئے روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر اپنے کاروبار سے تبلیغی کام کو چلانا تھا۔ مولوی صاحب نے کاشغر جانے کا ارادہ کیا۔ ۱۹۳۸ء کے آغاز میں آپ راجہ عدالت خان صاحب کے ساتھ کشمیر پہنچ گئے۔ راجہ عدالت خان صاحب کو تو پاسپورٹ نہ مل سکا مگر مولوی محمد

رفیق مرحوم کو پاسپورٹ مل گیا تاہم انہیں کچھ عرصہ سرینگر ٹھہرنا پڑا۔اس قیام سے فائدہ اٹھا کر آپ نے چینی ترکستان کی زبان کافی حد تک سیکھ لی۔ گلگت سے کاشغر کا سفر نہایت سخت تھا۔راستہ میں اٹھارہ ہزار دو سو فٹ تک بلند پہاڑ اور طویل برفانی گلیشیئر زحائل تھے۔مرحوم پیدل سفر کرنے کے لئے بھی تیار تھے مگر ان کے لئے جماعت احمدیہ گلگت نے گھوڑا خرید لیا۔ آپ بخیریت دو ماہ میں کاشغر پہنچ گئے۔

کاشغر پہنچ کر انہوں نے درزی کا کام شروع کر دیا پھر کپڑے بیچنے کی دکان ڈالی لی۔اس وقت کاشغر روسی ترکستان میں تھا۔ گورنمنٹ نے انہیں کچھ دن نظر بند بھی رکھا تاہم مرحوم اپنا تبلیغی کام برابر سرگرمی سے کرتے رہے۔ چنانچہ ان کی تبلیغ سے ہی حاجی آل محمد صاحب اور حاجی جنود اللہ صاحب موضع سلوخ کاشغر مع خاندان احمدی ہوئے ہیں۔ تو یہ حاجی جنود اللہ صاحب کا خاندان اب تو دنیا میں اللہ کے فضل سے پھیل چکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس خاندان کو بہت ترقی دی ہے۔ یہ وہی خاندان ہے جو برفوں پر تقریباً گھٹنوں کے بل چلتے ہوئے آخر ہندوستان پہنچے۔

محمد رفیق صاحب کو تیسرے سال استسقاء کی بیماری ہو گئی۔یہ جگر کی خرابی سے ہوتی ہے اور اسی بیماری سے آپ وفات پا گئے۔ آپ کی وفات کی اطلاع جناب مرزا معظم بیگ صاحب نے گلگت سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو دی۔ مرحوم نے کاشغر میں ہی شادی کی تھی اور پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ ایک بچی تھی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محمد رفیق صاحب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ”عدالت خان صاحب مرحوم نے ایک نوجوان کو خود ہی تحریک کی کہ میرے ساتھ چلو اور وہ تیار ہو گیا۔اس طرح گو عدالت خان صاحب فوت ہو گئے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے بیج کو ضائع نہیں کیا بلکہ ایک دوسرے شخص نے جسے وہ اپنے ساتھ لے گیا تھا احمدیت کے جھنڈے کو پکڑ کر آگے بڑھانا شروع کر دیا اور مشرقی شہر کاشغر میں پہنچ گیا اور وہاں تبلیغ کرنا شروع کر دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں کے ایک دوست کو اللہ تعالیٰ نے احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمادی۔حاجی جنود اللہ صاحب ان کا نام ہے۔ وہ اسی تبلیغ کے نتیجہ میں قادیان آئے اور تحقیق کر کے احمدیت میں داخل ہو گئے۔ پھر کچھ عرصہ بعد حاجی جنود اللہ صاحب کی والدہ اور ہمشیرہ بھی احمدی ہو گئیں اور اب تو وہ قادیان ہی آئے ہوئے ہیں۔ تو عدالت خان کی قربانی رائیگاں نہیں گئی بلکہ احمدیت کو اس علاقے میں پھیلانے کا موجب بن گئی“۔(تاریخ احمدیت جلد ہشتم)

دوسرے مجاہد جن کا میں نے مختصر ذکر مرزا احمد شفیع صاحب شہید کے ذکر کے ساتھ کیا تھا ان کے متعلق کوائف یہ ہیں۔**مرزا منور احمد صاحب مرحوم** اگست ۱۹۴۶ء کے آخر میں امریکہ تشریف لے گئے تھے۔ شکاگو میں کوئی ایک مہینہ قیام کے بعد آپ پٹس برگ کے حلقے میں متعین کئے گئے۔ابتداء میں یہ حلقہ امریکہ کے ساحل پر بالٹی مور سے لے کر ڈیٹن تک پھیلا ہوا تھا جس میں کلیولینڈ اور مینکس ٹاؤن بھی شامل تھے۔ان سب جماعتوں کے دلوں میں آپ نے اپنی خوش خلقی سادگی اور محبت کی بنا پر ایک خاص مقام پیدا کر لیا تھا۔

دو سال کے مختصر عرصہ کے اندر آپ نے اپنی شب و روز والہانہ جدوجہد سے پٹس برگ کے احمدیوں میں زبردست حرکت پیدا کر دی اور یہ حلقہ امریکہ مشن میں ایک ممتاز حیثیت اختیار کر گیا حتی کہ شکاگو کی مقامی جماعت نے بھی آپ کو اپنے ہاں تقریر کی دعوت دی کہ ان میں وہ روح پیدا کریں جو انہوں نے پٹس برگ کی جماعت میں پیدا کر دی ہے۔ مرزا منور احمد صاحب شہید نہایت وجیہہ صورت، بلند قامت اور بظاہر اعلیٰ درجہ کے صحت مند نوجوان تھے مگر اندر ہی اندر آپ ٹیومر کے عارضہ میں مبتلا ہو چکے تھے جس کا آپریشن ۱۴؍ستمبر ۱۹۴۸ء کو ایک مقامی ہسپتال میں کیا گیا کیونکہ ٹیومر کا زہر انتڑیوں میں سرایت کر چکا تھا اس لئے آپریشن کے بعد کمزوری انتہاء کو پہنچ گئی اور دوسرے ہی دن دین مصطفیٰ کے اس انتھک جانباز سپاہی کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ان کو بچپن سے ذاتی طور پر جانتے تھے۔ آپ نے ان کے بارہ میں لکھا: ”عزیز مرزا منور احمد مرحوم کو میں بچپن سے جانتا تھا اس لئے بھی کہ وہ ہمارے قریبی عزیزوں میں سے تھے یعنی ہماری ممانی صاحبہ کے بھائی اور ہماری ایک بھاوجہ صاحبہ کے ماموں تھے اور اس لئے بھی کہ مرحوم کا بچپن سے میرے ساتھ خاص تعلق تھا۔ پس میں یہ بات بغیر کسی مبالغہ کے کہہ سکتا ہوں کہ مرحوم ایک بہت مخلص اور نیک اور ہونہار اور محبت کرنے والا اور جذبۂ خدمت و قربانی سے معمور نوجوان تھا۔ دن ہو یا رات، دھوپ ہو یا بارش جب بھی انہیں کوئی ڈیوٹی سپرد کی جاتی تھی وہ کمال مستعدی اور اخلاص کے ساتھ اس ڈیوٹی کو سرانجام دینے کے لئے لبیک، لبیک کہتے ہوئے آگے آجاتے تھے اور پھر اپنے مفوضہ کام کو اس درجہ توجہ اور سمجھ کے ساتھ سرانجام دیتے تھے کہ دل خوش ہو جاتا تھا اور زبان سے بے اختیار دعا نکلتی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسی نیکی کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی زندگی وقف کرنے اور پھر بلاد امریکہ میں وطن سے بارہ ہزار میل دور جا کر فریضۂ تبلیغ بجا لانے کی سعادت عطا کی۔ موت تو ہر انسان کے لئے مقدر ہے مگر مبارک ہے وہ نوجوان جسے یہ سعادت کی زندگی عطا ہوئی اور مبارک ہیں وہ والدین جنہیں خدا نے ایسا نیک اور خادم دین بچہ عطا کیا“۔

خود حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے متعلق فرمایا ”مرزا منور احمد صاحب جو امریکہ کے مبلغ تھے میری ایک بیوی ام متین کے ماموں، میر محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم کے سالے اور نہایت مخلص نوجوان تھے۔ان کے معدے میں رسولی ہوئی اور وہ فوت ہو گئے۔ ویسے تو ہر ایک کو موت آتی ہے لیکن اس طرح کی موت جو ایک طرف قوم کے لئے فخر کا موجب ہوتی ہے لیکن دوسری طرف اس کا افسوس بھی ہوتا ہے کہ ایک آدمی کو پندرہ بیس سال میں تیار کیا جائے اور وہ جوانی کی حالت میں فوت ہو جائے۔ یہ جو دوسرا پہلو ہے اسی وجہ سے میں جماعت کے مربیوں وغیرہ کو، واقفین کو تلقین کرتا ہوں کہ خدا کے لئے سفر کرتے وقت پوری احتیاطیں اختیار کیا کریں کیونکہ اگرچہ آپ تو شہادت کا رتبہ پا جاتے ہیں مگر پیچھے رہنے والوں کو یہ دکھ رہتا ہے کہ آپ کو اگر اور زندگی عطا ہوتی تو اور بھی زیادہ خدمت دین میں حصہ لے سکتے تھے۔

اب تیسرے شہید جن کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں یہ **حضرت حافظ جمال احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ** ہیں۔ یوم شہادت ۲۷؍دسمبر ۱۹۴۹ء۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان ممتاز صحابہ میں سے تھے جو عنفوان شباب سے حضور کے دامن سے وابستہ ہوئے اور مئی ۱۹۰۸ء میں بمقام لاہور حضرت اقدس کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ کے والد حضرت حکیم غلام محی الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت سے مشرف ہو چکے تھے۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیر سایہ بھی تربیت حاصل کی۔ آپ موضع چکوال کے رہنے والے تھے۔

حضرت حافظ صاحب کو صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں یہ منفرد خصوصیت حاصل ہے کہ آپ اکیس برس تک ماریشس میں جہاد تبلیغ میں سرگرم رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں کسی کو اتنا لمبا عرصہ میدان عمل میں مسلسل تبلیغ کا موقع نہیں ملا جیسے آپ کو ملا۔ آپ ۲۷؍جولائی ۱۹۲۸ء کو قادیان سے ماریشس پہنچے اور ۲۷؍دسمبر ۱۹۴۹ء کو ماریشس ہی میں انتقال فرما گئے اور سینٹ پیری میں سپرد خاک کئے گئے۔ آپ کی وفات کی اطلاع پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۳۰؍دسمبر ۱۹۴۹ء کو خطبہ دیا۔اس میں آپ کی وفات کو نشان قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ ”حافظ جمال احمد صاحب کی وفات اپنے اندر ایک نشان رکھتی ہے اور وہ اس طرح کہ جب وہ ماریشس بھیجے گئے تو جماعت کی مالی حالت بہت کمزور تھی۔اتنی کمزور کہ ہم کسی مبلغ کی آمد و رفت کا خرچ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ میں نے تحریک کی کہ کوئی دوست اس ملک میں جائیں۔اس پر حافظ صاحب مرحوم نے خود اپنے آپ کو پیش کیا“۔ جو اس سے بھی بڑا نشان ہے وہ وہی ہے جو میں عرض کر چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں سے کسی صحابی کو اتنا لمبا عرصہ میدان جہاد میں تبلیغ کرنے کی توفیق نہیں ملی۔

اب میں **حضرت الحاج مولانا نذیر احمد صاحب علی** کا ذکر کرتا ہوں۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے اور مخلص صحابی حضرت بابو فقیر علی صاحب ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر کے فرزند تھے۔ آپ فروری ۱۹۰۵ء کو جمعۃ المبارک کے دن موضع ننگل کوٹلی متصل گورداسپور شہر پیدا ہوئے۔ آپ کا اصل وطن کوٹلہ چہلاں متصل چھینہ ضلع گورداسپور تھا۔ ابتدائی تعلیم مسلم ہائی سکول امرتسر میں حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے پاس کیا۔اس کے بعد اسلامیہ کالج لاہور میں بی۔ایس۔سی۔ تک تعلیم حاصل کی۔ آپ نے ۱۹۲۸ء میں زندگی وقف کی اور قادیان آکر زیر ہدایت حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانیؓ مولوی امام دین صاحب آف گولیکی سے عربی تعلیم حاصل کی۔ حضور کے درس قرآن میں بھی باقاعدہ شامل ہوتے رہے۔

آپ یکم فروری ۱۹۲۹ء کو باقاعدہ مبلغ مقرر ہوئے اور پہلی مرتبہ ۲۲؍فروری ۱۹۲۹ء کو گولڈ کوسٹ یعنی گھانا میں تبلیغ کا فریضہ ادا کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ وہاں چار سال متواتر تبلیغی جہاد میں عملی حصہ لینے کے بعد ۱۵؍مئی ۱۹۳۳ء کو قادیان واپس تشریف لائے۔ آپ پہلے مبلغ تھے جو غیر ملک میں فریضۂ تبلیغ ادا کرنے کے لئے قادیان سے بذریعہ ٹرین روانہ ہوئے تھے۔ بذریعہ ٹرین تو بہت روانہ ہوئے تھے لیکن قادیان سے، گاڑی جب قادیان پہنچ چکی تھی، سٹیشن بن گیا تھا اس کے بعد اس

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

ٹرین سے یہ پہلے مبلغ تھے جو ٹرین پر قادیان ہی سے تبلیغ کے فریضہ کے لئے روانہ ہوئے ہیں۔ دوسری مرتبہ آپ ۲۰/فروری ۱۹۳۶ء کو گولڈ کوسٹ تشریف لے گئے یعنی گھانا تشریف لے گئے۔ وہاں ایک سال تک کام کیا اس کے بعد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو سیرالیون میں نیا مشن کھولنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ آپ ۲۰/اکتوبر ۱۹۳۷ء کو سیرالیون روانہ ہوئے جہاں آپ نے آٹھ سال تک تبلیغ کا شاندار کام کیا۔ اس عرصہ میں آپ نے متعدد سکولوں اور مساجد کی بنیادیں رکھیں اور متعدد جماعتیں قائم کر کے ان کی تنظیم کی۔ ۱۹۴۵ء میں آپ قادیان تشریف لائے اور واپسی پر آپ نے حج بیت اللہ کا شرف حاصل کیا۔

۲۶/نومبر ۱۹۴۵ء کو آپ تیسری بار جملہ مشن ہائے مغربی افریقہ کے لئے بحیثیت رئیس التبلیغ بھجوائے گئے۔ اس موقع پر نہ صرف آپ کو رئیس التبلیغ کا لقب عطا فرمایا گیا بلکہ حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ نے آپ کو علی کا لقب بھی عطا فرمایا۔ چنانچہ اس کے بعد آپ کا پورا نام نذیر احمد علی مشہور ہو گیا۔ آپ ۱۴/اپریل ۱۹۵۱ء کو واپس وطن تشریف لائے۔ آپ کی خدمات جلیلہ کے پیش نظر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کامیاب جرنیل کے خطاب سے نوازا۔ آپ ۹/مئی ۱۹۵۴ء کو چوتھی مرتبہ ایک سال کے لئے بیرون ملک بھجوائے گئے جہاں آپ ایک سال کا عرصہ پورا کرنے کے بعد یعنی سیرالیون میں ۱۹/مئی ۱۹۵۵ء کو اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّاَاِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ پانچویں مبلغ ہیں جو تبلیغ کا فریضہ ادا کرتے ہوئے میدان تبلیغ میں شہید ہوئے۔

۱۹۴۵ء میں جب آپ کو واپسی کا حکم ہوا تو ایک تقریب میں آپ نے اپنے عزم کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا "آج ہم خدا تعالیٰ کے لئے جہاد کرنے" یہ بہت ہی لطیف آپ کا اظہار ہے اور بڑا غور طلب ہے۔ کیسا عمدہ خیال آپ کو یاد آیا، کیسی عمدہ نصیحت کر گئے ہیں۔ "آج ہم خدا تعالیٰ کے لئے جہاد کرنے اور اسلام کو مغربی افریقہ میں پھیلانے کے لئے جا رہے ہیں۔ موت فوت انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے"۔ ایک قسم کی مخفی پیشگوئی بھی کی اپنی وفات کی۔ "ہم میں سے اگر کوئی فوت ہو جائے تو آپ لوگ یہ سمجھیں کہ دنیا کا کوئی دور دراز حصہ ہے جہاں تھوڑی سی زمین احمدیت کی ملکیت ہے"۔ تھوڑی سی زمین احمدیت کی ملکیت ہے، مراد اپنی قبر تھی۔ جس تھوڑی سی جگہ میں مجھے دفن کیا جائے گا وہ احمدیت کی ملکیت رہے گی تاکہ آئندہ احمدی نوجوانوں کے لئے نیکیوں کی تلقین کرتی رہے۔ "احمدی نوجوانوں کا فرض ہے کہ اس تک پہنچیں اور اس مقصد کو پورا کریں جس کی خاطر اس زمین پر ہم نے قبروں کی شکل میں قبضہ کیا ہو گا"۔ اللہ ان پر بے شمار رحمتیں نازل کرے، کیسی پیاری قبر کی صورت میں آپ نے زمین پر قبضہ کیا ہے۔ اس کے بعد مسلسل وہاں جماعت احمدیہ کے مبلغین پہنچ رہے ہیں اور بکثرت تبلیغ کی توفیق پا رہے ہیں۔ "پس ہماری قبروں کی طرف سے یہی مطالبہ ہو گا کہ اپنے بچوں کو ایسے رنگ میں ٹریننگ دیں کہ جس مقصد کے لئے ہماری جانیں صرف ہوئیں اسے وہ پورا کرتے رہیں"۔ (الفضل ۲۷/نومبر ۱۹۴۵ء)

پسماندگان کے ذکر میں آپ نے اپنے پیچھے بطور یادگار ایک بیوی اور چھ لڑکے چھوڑے ہیں۔ رشید اختر صاحب، مبارک احمد نذیر صاحب مربی سلسلہ کینیڈا، بشارت احمد صاحب حال لندن، ڈاکٹر منیر احمد صاحب امریکہ، لطیف احمد نذیر صاحب، کریم احمد نذیر صاحب۔ یہ سارے بچے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہایت مخلص احمدی اور اپنے والد کی نیکیوں کو زندہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ یہ خاندان اب بکثرت دنیا میں پھیل چکا ہے اور اس کی تفصیل کی یہاں جگہ نہیں ہے۔

مکرم مولانا غلام حسین صاحب ایاز، تاریخ شہادت ۱۷/۱۸/اکتوبر ۱۹۵۹ء کی درمیانی شب۔ آپ کی ولادت ۱۹۰۳ء میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار کو ۱۸۹۱ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم موضع فیض اللہ چک میں حاصل کی جو آپ کے گاؤں سکنہ تھیہہ غلام نبی سے دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ پرائمری کی تعلیم کے بعد آپ مدرسہ احمدیہ قادیان میں دینی تعلیم کے لئے داخل ہوئے اور پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کی ڈگری حاصل کی اور پھر خدمت دین کے لئے اپنی زندگی پیش کر دی۔

ایاز صاحب ۱۹۳۵ء میں تحریک جدید کے پہلے تبلیغی وفد میں سنگاپور بھیجے گئے تھے۔ پندرہ سال متواتر فریضۂ تبلیغ سرانجام دینے کے بعد ۱۹۵۰ء میں واپس آئے۔ آپ کو اس عرصہ میں شدید ترین مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک دفعہ آپ کو شدید زخمی کر کے سڑک پر پھینک دیا گیا۔ پھر بعض لوگوں نے بیہوشی کی حالت میں سڑک سے اٹھا کر ہسپتال پہنچایا جہاں کافی عرصہ تک زخموں کا علاج ہونے کے بعد بالآخر تندرست ہو گئے۔ بعض لوگ آپ کے قتل کا منصوبہ بنا کر آپ کے پاس پہنچے مگر اللہ تعالیٰ نے یہ کرشمہ دکھایا کہ وہی لوگ آپ کی باتیں سن کر آپ کی محبت کی تلوار سے گھائل ہو گئے اور جماعت میں شامل ہو کر سلسلہ کے مخلص خادم اور جاں نثار بن گئے۔ اس زمانے میں جب آپ کے والد صاحب محترم کو آپ کے خط آتے تھے تو یہی لکھتے تھے "اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی طرح قربانی کے لئے پیدا کیا ہے"۔

۸/اکتوبر ۱۹۵۶ء کو آپ کو دوبارہ سنگاپور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے بھجوایا گیا۔ کچھ عرصہ آپ سنگاپور میں مقیم رہنے کے بعد بورنیو میں متعین ہوئے۔ آپ ذیابیطس کے مریض تھے۔ ۱۶/اکتوبر ۱۹۵۹ء کو رات بخیریت سوئے صرف معمولی سی تھکاوٹ محسوس ہو رہی تھی لیکن آدھی رات کے بعد جب تہجد کے لئے بیدار ہوئے تو اٹھ کر کھڑے نہ ہو سکے اور زمین پر گر گئے۔ آپ کی اہلیہ نے ساتھ کے کمرے سے آکر آپ کو دیکھا اور قریبی ہمسائے کو جو احمدی تھا آواز دی، اس نے آکر چارپائی پر ڈالا۔ آپ کو ایمبولینس کے ذریعہ ہسپتال پہنچایا گیا جہاں چھتیس گھنٹے قومہ کی حالت میں رہنے کے بعد ۱۷/۱۸/اکتوبر ۱۹۵۹ء کی درمیانی شب آپ اپنے میدان جہاد ہی میں وفات پا گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّاَاِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اب **مکرم مبارک احمد صاحب بھٹی** کا تذکرہ کرتا ہوں۔ تاریخ شہادت ۷/دسمبر ۱۹۷۱ء۔ مکرم مبارک احمد صاحب بھٹی چوہدری محمد علی صاحب کے بیٹے تھے۔ ۱۹۶۲ء میں کنری سے میٹرک پاس کرنے کے بعد جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا۔ ۱۹۷۱ء میں شاہد پاس قرار پائے اور بطور مربی ضلع گوجرانوالہ میں مقرر فرمائے گئے۔ ابھی آپ کی تعیناتی کو تین ماہ کا عرصہ گزرا تھا کہ ۱۹۷۱ء کی جنگ میں آپ کو مجاہد فورس ڈیوٹی پر طلب کیا گیا تو آپ مرکز کے حکم کے مطابق مجاہد فورس میں حاضر ہونے کے لئے ربوہ آ گئے۔ ۷/دسمبر ۱۹۷۱ء کو دریائے چناب کے پل کی حفاظت کی ڈیوٹی سے واپس آتے ہوئے ریل کار کے حادثہ میں وفات پا گئے۔ آپ کا جنازہ فوجی اعزاز کے ساتھ مسجد مبارک لایا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور موصی ہونے کے باعث آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ آپ خدام الاحمدیہ کے فعال کارکن تھے۔ آپ کی زعامت کے دوران ہوسٹل جامعہ احمدیہ کی زعامت ربوہ کی تمام مجالس میں اول آتی رہی۔ بہت ہمدرد، مخلص اور خدمت گزار انسان تھے۔

محترم محمد شفیق صاحب قیصر۔ ان کی شہادت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے زمانے میں ہوئی۔ آپ محترم منشی محمد صادق صاحب کے فرزند تھے۔ ۱۲/اکتوبر ۱۹۳۹ء کو محمود آباد سندھ میں پیدا ہوئے۔ پرائمری تک تعلیم قادیان میں پائی اور تقسیم ملک کے بعد ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ، سلانوالی ضلع سرگودھا اور تعلیم الاسلام ہائی سکول چنیوٹ، ربوہ میں تعلیم حاصل کر کے ۱۹۵۵ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ میٹرک کے فوراً بعد ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کی توفیق عطا فرمائی۔ پہلے کچھ عرصہ دفتر خدمت درویشاں میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ۱۹۵۷ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ لے کر ۱۹۶۳ء میں شاہد کی ڈگری حاصل کی۔

ان کے علمی کام سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت متاثر تھے اور خود میرے سامنے بھی کئی بار ذکر کیا کہ یہ نوجوان خدا تعالیٰ کے فضل سے علمی کاموں میں خاص ملکہ رکھتا ہے۔ آپ نے فاضل عربی کا امتحان پاس کیا۔ دیگر جماعتی خدمات کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی گرانقدر خدمت کی بھی توفیق عطا فرمائی۔ آپ ۱۹۵۹ء میں نائب مہتمم اشاعت اور نائب ایڈیٹر رسالہ خالد مقرر ہوئے۔ اس کے بعد ۱۹۷۶ء تک آپ مختلف عہدوں پر خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۷۶ء میں آپ نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نامزد ہوئے اور وفات تک آپ اسی حیثیت سے یعنی نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے طور پر خدمات سرانجام دیتے رہے۔

آپ ایک مرکزی حکم کے تحت قرآن کریم کی طباعت کے سلسلے میں ۱۳/مارچ ۱۹۷۹ء کو ہانگ کانگ جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ مرکز کے دئے ہوئے پروگرام کے مطابق ۱۵/مارچ کو رنگون پہنچے جہاں پر قیام کا آپ کو مرکز سے ہی پروگرام دیا گیا تھا۔ چار روز تک وہاں تنظیمی امور طے کرنے کے بعد ۱۹/مارچ کو رنگون سے مانڈلے کے لئے بعض تنظیمی عہدیداروں کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ مانڈلے رنگون سے ۴۵۰ کلو میٹر پر ہے۔ ۲۰/مارچ ۱۹۷۹ء کو علی الصبح مانڈلے پہنچے۔ اسی روز اپنے مفوضہ امور نمٹانے کے بعد رات کو واپس آ رہے تھے کہ رستے میں آپ کی کار کو حادثہ پیش آ گیا جس سے آپ کے سر پر چوٹ آئی اور بیہوشی طاری ہو گئی۔ ہر قسم کی امداد دینے کے باوجود آپ جانبر نہ ہو سکے اور بالآخر ۲۲/مارچ کو اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّاَاِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TEL: 0181-553-3611

آپ کا جنازہ ۶/اپریل ۱۹۷۹ء کو ربوہ لایا گیا۔ اسی روز احاطہ بہشتی مقبرہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے نماز عصر کے بعد نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ مرحوم نے بیوہ کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے۔ ایک بیٹا طارق حیدر ٹورانٹو کینیڈا میں ہے اور دوسرا بیٹا عبداللطیف لاہور میں چارٹرڈ اکاؤنٹینسی کر رہا ہے اور بیٹی سعدیہ جھنگ میں اردو کی لیکچرر ہیں۔

ایک اور شہید جن کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ **ملک عبدالحفیظ صاحب مبلغ فجی** تھے۔ محترم ملک عبدالحفیظ صاحب مرحوم سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشہور صحابی حضرت نظام الدین صاحب کے پوتے اور مکرم کریم بخش صاحب آف بہاولپور کے صاحبزادے اور محترم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب دیالگڑھی کے داماد تھے۔ محترم ملک عبدالحفیظ صاحب حافظ قرآن تھے۔ حافظ صاحب مرحوم نے جامعہ احمدیہ میں شاہد کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد ۱۹۷۴ء میں میدان عمل میں قدم رکھا اور سب سے پہلے تخت ہزارہ ضلع سرگودھا میں بطور مربی سلسلہ تعینات ہوئے۔ اس کے بعد رحیم یار خان اور مردان میں بھی بطور مربی سلسلہ مقیم رہے اور بوقت شہادت تقریباً ڈیڑھ سال سے فجی میں بطور مبلغ اسلام تعینات تھے۔ حافظ صاحب نہایت نیک، تہجد گزار اور انتھک خادم دین تھے۔

۱۹۷۴ء میں جب تخت ہزارہ میں متعین کیا گیا تو اس وقت وہاں کی جماعت بہت شدید مشکلات اور دباؤ کا شکار تھی۔ آپ کی لگن، محنت اور کامیاب حکمت عملی سے اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرمایا اور یہ جماعت پھر سے اپنے قدموں پر کھڑی ہو گئی۔ حافظ صاحب کو یہ سعادت بھی حاصل رہی کہ آپ نے جلسہ سالانہ پر مسجد مبارک میں نماز تہجد بھی پڑھائی۔ نہایت خوبصورت قراءت کرتے تھے اور رمضان مبارک میں تراویح پڑھایا کرتے تھے۔

واقعہ شہادت۔ حافظ صاحب ۵/اگست ۱۹۸۱ء کو ایک دورہ پر لمباسہ جا رہے تھے۔ ہائی وے پر ایک ٹرک سے ان کی ٹکر ہو گئی جس کے نتیجہ میں آپ شدید زخمی ہو گئے۔ ان کو ہسپتال پہنچایا گیا جہاں پر ۱۶/اگست ۱۹۸۱ء بروز اتوار زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے اپنی جان حقیقی مولا کے سپرد کر دی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّااِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

۲۲/اگست ۱۹۸۱ء کو شہید مرحوم کی نماز جنازہ ربوہ میں ادا کی گئی اس کے بعد بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر ۳۴ سال تھی۔ شہید مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیوہ کے علاوہ تین لڑکیاں اور ایک لڑکا چھوڑے جن میں سے دو بیٹیوں کی شادیاں ہو چکی ہیں۔ ایک بیٹی عطیۃ المجید مکرم محمد احمد صاحب نعیم مربی سیریا کی بیگم ہیں۔ دوسری قرۃ العین ہیں جو ملک نجیب احمد صاحب کی اہلیہ ہیں جو اسسٹنٹ انجینئر شاہ تاج شوگر ملز ہیں۔ بیٹا حافظ قرآن ہے اور جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم ہے۔ تیسری بیٹی صائمہ بی۔ اے۔ کر چکی ہیں اور ابھی تک غیر شادی شدہ ہیں۔ اللہ ان کو بہترین رشتہ عطا فرمائے۔

اب **مکرم عبدالرحمن صاحب بنگالی مرحوم** کا ذکر کرتا ہوں۔ ضمناً یہ عرض کر دیتا ہوں کہ بہت آغاز میں میں اکثر ان سے ہومیوپیتھک دوا لیا کرتا تھا۔ بہت باریک باریک گولیوں میں بہت پتلی شیشیوں میں رکھا کرتے تھے اور بہت ہی مہربان اور پیار کرنے والے تھے اور کبھی کبھی تھوڑا تھوڑا ہومیوپیتھی کا سبق بھی دے دیا کرتے تھے۔ ۱۹۶۳ء میں امریکہ تشریف لے گئے اور پٹس برگ میں قیام فرمایا۔ نو سال تک تبلیغ اسلام کا فریضہ خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۷۲ء میں ڈیٹن مشن میں مقیم تھے اور تبلیغ اسلام میں ہمہ تن مصروف عمل تھے کہ ۱۶/مئی ۱۹۷۲ء کو داعی اجل نے پکارا اور آپ نے اپنی جان مولائے حقیقی کے حضور پیش کر دی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّااِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ عبدالرحمٰن صاحب بنگالی کی ایک بیٹی محترم ہبۃ النور صاحب امیر ہالینڈ کی بیگم ہیں اور ان کی بیٹی پھر آگے ہمارے نوید مارٹی صاحب کی بیگم ہیں اور اللہ کے فضل سے یہ بھی بہت مخلص خاندان ہے۔

مکرم بشارت الرحمن صاحب قمر، تاریخ شہادت ۴/دسمبر ۱۹۸۲ء۔ مکرم بشارت الرحمٰن صاحب قمر جھنگ میں پیدا ہوئے۔ میٹرک پاس کرنے کے بعد جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ یکم جولائی ۱۹۸۲ء کو میدان عمل میں مدرسہ چٹھہ ضلع گوجرانوالہ میں تقرر ہوا۔ وہیں فرائض منصبیہ ادا کرتے ہوئے ایک خادم دوست طاہر احمد کے ہمراہ اپنے علاقہ کی جماعتوں کے دورہ کے لئے موٹر سائیکل پر جا رہے تھے کہ ۴/دسمبر ۱۹۸۲ء کی شام کو علی پور چٹھہ جاتے ہوئے علی پور شہر کے قریب پیچھے سے ایک تیز رفتار ٹرک آیا اور اس کی ٹکر کے نتیجہ میں دونوں ہی گرے اور دونوں کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی جس وجہ سے موقع پر ہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّااِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

مکرم بشارت الرحمٰن صاحب نے جامعہ احمدیہ میں تعلیم کے دوران ہی وصیت کر لی تھی۔ ان کا جنازہ ۵/دسمبر ۱۹۸۲ء کو ربوہ لایا گیا۔ خاکسار کو نماز عصر کے بعد آپ کی نماز جنازہ پڑھانے کی توفیق ملی۔ بعدہ بہشتی مقبرے میں تدفین عمل میں آئی۔ بہت نیک فطرت، متین، کم گو اور وقت کے تقاضوں کو سمجھ کر ان پر پورا اترنے والے تھے۔ مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ اپنے سنٹر میں ان کے غیر احمدی احباب سے بھی دوستانہ مراسم تھے اور وہ سب ان کی بڑی قدر کیا کرتے تھے۔ مرحوم غیر شادی شدہ تھے۔

اب میں **مولانا عبدالمالک خان صاحب مرحوم شہید** کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ یوم شہادت ۵/اگست ۱۹۸۳ء ہے۔ اگرچہ یہ ذکر کچھ لمبا ہو گیا ہے لیکن ان کے مقام اور مرتبے کے لحاظ سے اگر کچھ لمبا ہو بھی گیا تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن ایک اور بات بھی ہے کہ نوٹس کی تیاری کے وقت جب میں ان شہداء کے نام اکٹھے کر رہا تھا اور ان کا ذکر خیر کر رہا تھا اس وقت تک مجھے علم نہیں تھا کہ اور کتنے شہداء کا ذکر ابھی باقی ہے۔ اس دوران مجھے سید عبدالحی صاحب کی طرف سے اطلاع ملی ہے کہ اب تک جو دریافت ہو چکے ہیں راہ مولیٰ میں سفر اختیار کرتے ہوئے شہید ہونے والے ان کی تعداد ایک سو کے لگ بھگ ہے جو اور بھی بڑھ سکتی ہے۔ پس اس پر یہ خیال آیا کہ یہ سلسلہ تو پھر بہت لمبا چل جائے گا اور ابھی بہت سے دوسرے شہداء کا ذکر باقی ہے۔ اس لئے آئندہ انشاء اللہ میں اس مضمون کو مختصر کرنے کی کوشش کروں گا۔ ان کے اسماء بیان کر دوں گا کس موقع پر، کس تاریخ کو شہید ہوئے اور مختصر ذکر ان کے پسماندگان کا کر دوں گا تا کہ ان کے لئے دعائے خیر کی تحریک ہوتی رہے۔ اس طرح انشاء اللہ آئندہ دو تین خطبوں کے اندر یہ ذکر مکمل ہو سکے گا۔

اب **مولانا عبدالمالک خان صاحب** کا ذکر کرتا ہوں۔ آپ ۲۵/نومبر ۱۹۱۱ء کو رام پور میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۰ء میں قادیان آئے اور مدرسہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۳۴ء میں آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا بعد ازاں دو سال مبلغین کلاس میں دینی تعلیم حاصل کی اور ۳۱/اکتوبر ۱۹۳۵ء سے آپ نے میدان تبلیغ میں عملی دینی خدمات کا آغاز فرمایا۔ آپ کو ابتداء میں یوپی کے انچارج مبلغ کی حیثیت سے اہم ذمہ داری سونپی گئی۔ اس وقت آپ کا صدر مقام لکھنؤ تھا۔ ۱۹۳۹ء میں یہ صدر مقام آگرہ منتقل ہو جانے کی وجہ سے آپ آگرہ آ گئے۔ ۱۹۴۰ء میں چند ماہ کے لئے کراچی میں کام کیا۔ ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۳ء تک کے عرصہ میں حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر آپ نے مسلسل اٹھارہ ماہ تک ہندوستان کے چار صوبوں کا تفصیلی دورہ فرمایا۔ ۱۹۴۴ء میں آپ کی تقرری حیدر آباد دکن میں بطور مشنری انچارج کی گئی جہاں پر آپ نے ۱۹۴۸ء تک خدمات سرانجام دیں۔

تقسیم ملک کے بعد آپ کو لاہور بھجوایا گیا جہاں آپ نے آٹھ ماہ تک خدمات دینیہ سرانجام دیں۔ اس کے بعد آپ کی تقرری ۷/نومبر ۱۹۴۹ء کو کراچی میں بطور مبلغ انچارج کی گئی۔ ۱۹۵۳ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے جو متبادل انجمن کراچی میں قائم فرمائی تھی اس صدر انجمن احمدیہ کراچی کا آپ کو جنرل سیکرٹری مقرر فرمایا۔ اس زمانے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی خدمات کو سراہتے ہوئے آپ کو رئیس التبلیغ کا خطاب بھی عطا فرمایا۔ ۱۹/جون ۱۹۶۱ء کو آپ مغربی افریقہ کے ملک غانا میں بغرض تبلیغ تشریف لے گئے۔ آپ کے زمانہ میں کماسی کا مشن ہاؤس تعمیر ہوا۔ ۱۹۶۴ء میں آپ واپس آئے تو پھر کراچی میں مربی سلسلہ مقرر کر دیا گیا جہاں آپ ۲۸/جون ۱۹۷۰ء تک دینی خدمات بجالاتے رہے بعد ازاں آپ کو مرکز میں نائب ناظر اصلاح و ارشاد مقرر کیا گیا اور اگلے ہی سال ناظر اصلاح و ارشاد مقرر فرما دیا گیا۔ اس عہدہ پر آپ نے بارہ سال تک خدمات سرانجام دیں۔

آپ ۵/اگست ۱۹۸۳ء بروز جمعۃ المبارک ایک تبلیغی سفر پر جاتے ہوئے شیخوپورہ کے قریب کار اور ٹرک کے حادثے میں زخمی ہوئے اور بروقت طبی امداد نہ ملنے کے باعث اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّااِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مختصر خاندانی حالات یہ ہیں کہ آپ حضرت ذوالفقار علی خان صاحب گوہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیسری زوجہ محترمہ کے بطن سے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ آپ کے بڑے بھائی مکرم حبیب اللہ خان صاحب ایم۔ ایس۔ سی۔ تھے جو تعلیم الاسلام کالج میں واقف زندگی پروفیسر رہے ہیں۔ ان کے بعد آپ کی ہمشیرہ، اہلیہ صاحبہ محترم خلیل احمد صاحب مونگھیری ہیں اور ان کے بعد آپ تھے۔ مولانا کی اولاد میں ایک صاحبزادہ مکرم عبدالرب انور محمود خان صاحب آف کیلیفورنیا امریکہ اور چار صاحبزادیاں محترمہ فرحت صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر صالح الہ دین صاحب حیدر آباد دکن، محترمہ شوکت گوہر صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی، محترمہ نصرت جہاں صاحبہ گائناکالوجسٹ فضل عمر ہسپتال ربوہ اور محترمہ امتہ الحی فضیلت صاحبہ اہلیہ مکرم سید حسین احمد صاحب مربی سلسلہ ہیں۔

اب اس ذکر کو آج میں حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب شہید کے ذکر پر ختم کرتا ہوں اور اس کے بعد جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کچھ نہ کچھ تفصیل تو شاید بیان کرنی پڑے مگر حتی المقدور کوشش کروں گا کہ مختصر ہو۔ اللہ تعالیٰ ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی اولادوں کو جہاں جہاں بھی دنیا میں پھیل چکی ہیں دین و دنیا کی حسنات سے نوازتا رہے اور قیامت تک یہ شہادت کے علَم بلند رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ شہداء کے نقش قدم پر چل سکیں۔

تفسیر قرآن ومفسرین

(برھان احمد ظفر۔ قادیان)

ھابیل اور قابیل

حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے کہ ان دونوں نے خدا کے حضور قربانی پیش کی۔ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی خدا تعالیٰ نے ردّ فرمادی۔اس پر جس کی قربانی قبول نہ ہوئی تھی اس نے اپنے اس بھائی کو قتل کر دیا جس کی قربانی خدا تعالیٰ نے قبول کر لی تھی۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ. قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ.

لَئِنْ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِیْ مَآاَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ. اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ. اِنِّیْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ. وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ. فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ. فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِی الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِیْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ. قَالَ يٰوَيْلَتٰٓی اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِیَ سَوْءَةَ اَخِیْ. فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ. (المائدہ :۲۸ تا۳۲)

ترجمہ: اور اُن کے سامنے حق کے ساتھ آدم کے دو بیٹوں کا واقعہ پڑھ کر سنا جب ان دونوں نے قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قبول کر لی گئی اور دوسرے سے قبول نہ کی گئی۔اس نے کہا میں ضرور تجھے قتل کر دوں گا۔(جواباً) اس نے کہا یقیناً اللہ متقیوں ہی کی (قربانی) قبول کرتا ہے۔

اگر تو نے میری طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تاکہ تُو مجھے قتل کرے (تو) میں (جواباً) تیری طرف اپنا ہاتھ بڑھانے والا نہیں تاکہ تجھے قتل کروں۔یقیناً میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

یقیناً میں چاہتا ہوں کہ تُو میرے اور اپنے گناہ اٹھائے ہوئے لوٹے پھر تُو اہلِ نار میں سے ہو جائے اور ظلم کرنے والوں کی یہی جزا ہوتی ہے۔

تب اس کے نفس نے اُس کے لئے اپنے بھائی کا قتل اچھا بنا کر دکھایا۔پس اس نے اسے قتل کر دیا اور وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گیا۔

پھر اللہ نے ایک کوّے کو بھیجا جو زمین کو (پنجوں سے) کھود رہا تھا تاکہ وہ (یعنی اللہ) اسے سمجھا دے کہ کس طرح وہ اپنے بھائی کی لاش کو ڈھانپ دے۔وہ بول اُٹھا وائے حسرت! کیا میں اس بات سے بھی عاجز آ گیا کہ اس کوّے جیسا ہی ہو جاتا اور اپنے بھائی کی لاش ڈھانپ دیتا۔پس وہ پچھتانے والوں میں سے ہو گیا۔

☆......☆......☆

اس قربانی کے واقعہ کو بعض مفسرین نے بڑی عجیب و غریب، حیرت انگیز اور بعض صورتوں میں مضحکہ خیز کہانیوں سے سجایا ہے۔

مختلف مفسرین نے اس واقعہ کی بابت جو کچھ لکھا ہے ذیل میں نمونۃً ان میں سے بعض کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اور پھر آخر پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے فرمودات وارشادات پیش کئے جائیں گے۔ان کے مطالعہ سے ہر ایک منصب مزاج معلوم کر سکتا ہے کہ احمدیہ تفسیر قرآن ہی حق و حکمت پر مبنی ہے اور قرآنی عظمت اور شان کو ظاہر کرنے والی ہے۔

☆......☆......☆

کتاب **قصص القرآن** میں لکھا ہے کہ:

"حضرت آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی آبادی کا ذریعہ بنایا۔حضرت آدمؑ کے ہاں حوّا کے بطن سے ہر روز ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے۔اس وقت بہنوں سے شادی کی ممانعت نہ تھی مگر اتنا خیال رکھنا ضروری تھا کہ ایک دن کے پیدا شدہ لڑکے کی شادی دوسرے روز پیدا شدہ لڑکی سے ہوتی تھی۔

حضرت آدمؑ کے دو لڑکے ہابیل اور قابیل تھے۔حضرت آدم دستور کے مطابق قابیل کی بہن کو ہابیل سے نکاح میں دینا چاہتے تھے۔یہ لڑکی حسین تھی قابیل اس کا طلب گار ہوا۔حالانکہ یہ اس کے ساتھ پیدا ہوئی لڑکی تھی۔اور قاعدہ کے مطابق اس سے اس کا نکاح جائز نہ تھا۔

جب اس نے اصرار کیا تو حضرت آدمؑ نے حکم دیا کہ دونوں خدا کی بارگاہ میں اپنی اپنی نذر پیش کریں۔ جس کی نذر اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول کر لی جائے گی اس کے ساتھ لڑکی کی شادی کر دی جائے گی۔ قابیل نے اپنے کھیت کا سڑا ہوا اناج پیش کیا اور ہابیل نے ایک موٹی تازی بکری۔ اس زمانہ کے دستور کے مطابق آسمان سے آگ اتری اور اس آگ نے ہابیل کی بکری کو جلا دیا، یہ قبولیت کی نشانی تھی۔

قابیل یہ دیکھ کر اور بگڑا اور اس نے ہابیل سے کہا کہ میں تجھے قتل کر کے رہوں گا۔ہابیل نے کہا اس میں میرا کیا قصور ہے کہ تیری قربانی قبول نہیں ہوئی۔اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کی قربانی قبول کرتا ہے۔......... غرض ہابیل کے نفس نے اسے اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کر دیا اور اسے قتل کر ہی دیا۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بڑا نقصان اُٹھانے والا ہو گیا"۔

(مکمل قصص القرآن صفحہ ۲۹،۳۰۔ناشر مرکز المعارف ہوجائی آسام، برانچ دیوبند)

☆......☆......☆

شیعہ تفسیر

شیعہ حضرات کی تفسیر میں درج ہے کہ:

"تفسیر برہان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس درخت کے پاس نہ جائیں۔ مگر جب وہ وقت آیا جو خدا کے علم میں گزرا تھا کہ آدم اس درخت کا پھل کھالیں گے تو آدم اس حکم کو بھول گئے اور اس کا پھل کھالیا اور خدا کے اس قول سے ثابت ہے" وَلَقَدْعَهِدْنَا اِلٰی اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا "۔بالتحقیق ہم نے آدم کو حکم دیا تھا پس وہ بھول گئے اور ہم نے ان میں استقلال نہ پایا۔ پھر جب آدم نے کھالیا تو زمین کی طرف اتار دئے گئے اور ان کے یہاں قابیل اور اس کی توام بہن اور پھر ہابیل اور اس کی توام بہن پیدا ہوئی۔ پھر آدم نے قابیل اور ہابیل کو حکم دیا کہ ایک ایک قربانی پیش کریں۔ قابیل کے یہاں کھیتی پیدا ہوتی تھی اور ہابیل کے یہاں گلّہ تھا۔ پس ہابیل قربانی کے لئے اپنی بھیڑ بکریوں میں سے عمدہ عمدہ مینڈھا لائے۔اور قابیل اپنی کھیتی میں سے ایسا حصہ لائے جو اچھا نہ تھا۔

ہابیل کی نذر قبول ہو گئی اور قابیل کی قبول نہیں ہوئی۔ ان آیتوں میں اسی کا ذکر ہے اور اس زمانہ میں قربانی قبول ہو جانے کی علامت یہ تھی کہ آگ اس کو کھالیتی تھی۔تب قابیل نے آگ ہی کے لئے ایک مکان بنایا اور یہ پہلا شخص ہے جس نے آگ کی پرستش کے لئے مکانات بنائے۔اور یہ لفظ کہے کہ میں اس آگ کی پرستش کرونگا تاکہ وہ میری قربانی قبول کرے۔

پھر ابلیس ملعون اس کے پاس آیا اور وہ اولاد آدم میں خون کی مانند پہنچتا ہے اور کہا اے قابیل! ہابیل کی تو قربانی قبول ہو گئی اور تیری قبول نہ ہوئی۔ اگر تو نے اس کو زندہ رہنے دیا تو اس کی اولاد تیری اولاد کے مقابل میں ہمیشہ فخر کیا کرے گی اور یہ کہا کرے گی کہ ہم اس شخص کے بیٹے ہیں جس کی قربانی قبول ہو گئی۔ پس اسے قتل کر دے تاکہ اس کی اولاد ہی نہ ہو جو تیری اولاد کے مقابل میں فخر کرے۔ پس اس نے اس کو قتل کر دیا اور جس وقت قابیل آدم کے پاس پلٹ کر آیا تو آپ نے دریافت کیا کہ اے قابیل! ہابیل کہاں ہے ؟ اس نے کہا وہاں ڈھونڈئے جہاں ہم نے قربانی پیش کی تھی۔ آدم علیہ السلام تشریف لے گئے اور ہابیل کو مقتول پایا۔ پس آدم نے اس زمین پر لعنت کی جس نے ہابیل کا خون قبول کیا تھا اور ہابیل کے ماتم میں چالیس دن روتے رہے۔

اسی تفسیر میں سلمان ابن خالد سے منقول ہے کہ میں نے جناب امام جعفر صادق کی خدمت میں عرض کی کہ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ قابیل نے ہابیل کو اس سبب سے قتل کیا کہ آپس میں دونوں کا اپنی اپنی بہن کے عقد کے بارے میں جھگڑا تھا۔ فرمایا اے سلمان خبردار تو ایسا نہ کہیو۔ کیا تجھے شرم نہیں آتی کہ خدا کے نبی آدم کے برخلاف تو ایسی روایت بیان کرتا ہے۔میں نے عرض کیا کہ قربان ہو جاؤں پھر قابیل نے ہابیل کو قتل کیوں کیا؟ فرمایا اے سلمان خدا تعالیٰ نے آدمؑ کو وحی فرمائی تھی کہ ہابیل کو اپنا وصی قرار دو اور اسم اعظم تعلیم کرو۔ چونکہ سِن میں قابیل بڑا تھا جب اس نے یہ حکم سنا تو اسے بڑا غصہ آیا اور اس نے کہا کہ کرامت و وصیت کا مستحق تو میں ہوں۔ حضرت آدم نے وحی خدا کے مطابق ان دونوں کو حکم دیا کہ دونوں اپنی اپنی قربانی پیش کریں۔خدا تعالیٰ نے ہابیل کی قربانی قبول کر لی۔ اس سبب سے قابیل کو اور زیادہ غصہ آیا اور اس نے ہابیل کو قتل کر دیا "۔(ترجمہ و تفسیر مولانا سیدمقبول احمد صاحب دہلوی تفسیر زیر آیت ۲۸ تا ۳۱، سورۃ المائدہ۔صفحہ ۱۷۷ تفسیر حاشیہ)

☆......☆......☆

بریلوی تفسیر

مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کے ترجمہ قرآن کی تفسیر میں لکھا ہے کہ:

"علماء سیر واخبار کا بیان ہے کہ حوّا کے حمل میں ایک لڑکا ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے۔اور ایک حمل کے لڑکے کا دوسرے حمل کی لڑکی کے ساتھ نکاح کیا جاتا تھا۔اور جبکہ آدمی صرف حضرت آدم کی اولاد میں منحصر تھے تو مناکحت کی اور کوئی سبیل ہی نہ تھی اس دستور کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام نے قابیل کا نکاح یہودا سے جو ہابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی اور ہابیل کا اقلیما سے جو قابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی کرنا چاہا۔ قابیل اس پر راضی نہ ہوا اور چونکہ اقلیما زیادہ خوبصورت تھی اس لئے اس کا طلبگار ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ تیرے ساتھ پیدا ہوئی لہذا تیری بہن ہے اس کے ساتھ تیرا نکاح حلال نہیں۔ کہنے لگا یہ تو آپ کی رائے ہے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا تو تم دونوں قربانیاں لاؤ جس کی قربانی مقبول ہو جائے وہی اقلیما کا حقدار ہے۔اس زمانے میں جو قربانی مقبول ہوتی تھی آسمان سے ایک آگ اتر کر اس کو کھالیا کرتی تھی۔ قابیل نے ایک انبار گندم اور ہابیل نے ایک بکری قربانی کے لئے پیش کی۔ آسمانی آگ نے ہابیل کی قربانی کو لے لیا اور قابیل کے گیہوں کو چھوڑ گئی اس پر قابیل کے دل میں بہت بغض و حسد پیدا ہوا۔جب حضرت آدمؑ حج کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو قابیل نے ہابیل سے کہا کہ میں تجھ کو قتل کر دوں گا۔ہابیل نے کہا کیوں۔ کہنے لگا اس لئے کہ تیری قربانی مقبول ہوئی، میری نہ ہوئی۔اور تو اقلیما کا مستحق ٹھہرا اس میں میری ذلت ہے"۔(کنز الایما ن ترجمۃ القرآن وتفسیر صفحہ ۱۶۳)

جیسی تفسیر ان آیات قرآنی کی مذکورہ بالا مفسرین نے کی ہے ویسی ہی تفسیر مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنے ترجمہ و تفسیر میں بیان فرمائی ہے جو کہ صفحہ ۱۵۴،۱۵۵ پر درج ہے اس لئے میں اسے دہرانا نہیں چاہتا۔

☆......☆......☆

سرسید احمد خان کی بیان کردہ تفسیر

محترم سر سید احمد خان صاحب نے باقی

مفسرین سے قدرے مختلف اس کی تفسیر بیان فرمائی ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ:

"غور طلب بات یہ ہے کہ ہابیل کی نذر کا قبول ہونا اور قابیل کی نذر کا قبول نہ ہونا کیونکر ہوا۔ قرآن مجید میں کچھ اس کی تفصیل نہیں ہے۔ ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ قابیل کھیتی کرنے کا پیشہ کرتا تھا اور ہابیل بکریوں اور بھیڑوں کے گلہ رکھنے کا اور اسی سبب سے قابیل نے اپنے کھیت کی پیداوار میں سے اور ہابیل نے اپنے گلہ کے نوزائدہ بچوں میں سے خدا کی نذر دی تھی۔ اس کے بعد قابیل کی کھیتی میں پیداوار اچھی نہیں ہوئی ہوگی جیساکہ اکثر ہو جاتا ہے۔ اور ہابیل کی بکریوں اور بھیڑوں میں جن کے چرنے کے لئے جنگل اور گھاس اور غیر مزروعہ زمین بافراط موجود تھی بہت زیادہ برکت اور بڑھوتری ہوئی ہوگی جس کے سبب سے ایک کی نذر کا قبول ہونا اور دوسرے کی نذر کا قبول نہ ہونا تصور کیا گیا جیساکہ ان لوگوں کا خیال تھا۔ اسی طرح قرآن مجید میں فرمایا کہ "فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الاٰخَرِ" یہی امر ہے جو اس قصہ پر تاریخانہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔

(تفسیر القرآن وھو الھدیٰ والفرقان ، تفسیر سیداحمد خان ، جلد اول صفحہ ۱۲۵ مطبوعہ خدا بخش اوریئنٹل پبلک لائبریری پٹنہ)

ہابیل اور قابیل کے مذکورہ واقعہ کا تمام تر انحصار اسرائیلی روایات پر کیا گیا ہے اور اس آیت کی اصل روح کو ان فرسودہ قصوں میں چھپا کر ختم کر دیا گیا ہے۔ شادی کا معاملہ۔ پھر توام بچے پیدا ہونے کا معاملہ، پھر ہر روز ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہونے کا معاملہ ،اسی طرح قربانی کے قبول ہونے کی نشانی کہ آسمانی آگ اسے کھا جاتی تھی یہ سب باتیں یہودیوں سے ادھار لے کر تفسیر قرآن میں داخل کر دی گئی ہیں۔

☆......☆......☆

ایک اور مضحکہ خیز روایت

ہابیل اور قابیل کے قصہ کے ضمن میں ایک اور بڑی ہی مضحکہ خیز بات اس جگہ نوٹ کرنا چاہتا ہوں۔ ایک کتاب میں درج ہے کہ:

"اسی آیت کے ضمن میں ابن جریر اور سیوطی نے اپنی اپنی تفسیروں میں کعب احبار سے جو روایت نقل کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے ، قابیل نے جب ہابیل کو قتل کیا تو زمین نے اس کا خون جذب کر لیا تو ابن آدم نے زمین پر لعنت کی، اس وجہ سے ہابیل کے خون کے بعد اب زمین قیامت تک کسی کے خون کو جذب نہیں کر سکتی۔ قابیل نے ہابیل کو قتل کرنے کے بعد ایک تھیلے میں رکھ کر اپنے کندھے پر لٹکا لیا اور ایک سال تک اس طرح وہ کندھے میں لٹکائے رہا۔ جب لاش پھول پھٹ گئی اور اس میں بدبو ہونے لگی تو اللہ تعالیٰ نے دو کوّوں کو بھیجا۔ ان میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا، قاتل کوّے نے گڑھا کھودا اور اس میں کوّے کو دفن کر دیا۔ کوّے کے اس طریقے کو دیکھ کر قابیل نے اپنے بھائی کی لاش کو دفن کرنا سیکھا"۔

("تفسیروں میں اسرائیلی روایات" تالیف مولانا نظام الدین اسیرادروی ۔صفحہ ۱۱۱،۱۱۰۔ ناشر مرکز دعوت اسلام (جمعیۃ علماء ہند دیوبند)

قرآن کریم میں ان قصوں اور کہانیوں کا کہیں اشارہ بھی نہیں ملتا لیکن تفاسیر میں یہ اس طرح جوڑ دی گئی ہیں گویا کہ وہ اس کا حصہ ہیں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ اس آیت میں قربانی کے قبول ہونے اور نہ ہونے کی مثال پیش کر کے یہ بتانا چاہتا ہے کہ ہر قربانی کا قبول ہو جانا ضروری نہیں اس کے قبول ہونے کے لئے تقویٰ کی شرط ہے۔ پھر یہ کہ کوئی اس انعام کو جبر سے حاصل نہیں کر سکتا ۔ اس مضمون کو اور دیگر عرفان سے پر مضمون کو علماء نے قصوں میں اٹھا کر بے مطلب باتیں تفاسیر میں داخل کر دی ہیں۔

☆......☆......☆

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے پرمعارف ارشادات

امام الزمان حضرت امام مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"باربار قرآن شریف کو پڑھو اور تمہیں چاہئے کہ بُرے کاموں کی تفصیل لکھتے جاؤ اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید سے کوشش کرو کہ ان بدیوں سے بچتے رہو۔ یہ تقویٰ کا پہلا مرحلہ ہوگا۔ جب تم ایسی سعی کروگے تو اللہ تعالیٰ پھر تمہیں توفیق دے گا اور وہ کافوری شربت تمہیں دیا جائے گا جس سے تمہارے گناہ کے جذبات بالکل سرد ہو جائیں گے۔ اس کے بعد نیکیاں ہی سرزد ہوں گی۔ جب تک انسان متقی نہیں بنتا یہ جام اسے نہیں دیا جاتا اور نہ اس کی عبادات اور دعاؤں میں قبولیت کا رنگ پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ" یعنی بے شک اللہ تعالیٰ متقیوں ہی کی عبادت کو قبول فرماتا ہے۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ نماز روزہ بھی متقیوں ہی کا قبول ہوتا ہے"۔

(الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲۴ مورخہ ۱۰ ؍جولائی ۱۹۰۶ء صفحہ ۲)

اسی طرح ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

" پہلے ایمان کو درست کرو۔ یہ ریاضتیں جو طریقہ نبوی سے باہر ہیں یہ تو کسی کام نہیں آئیں گی اور نہ منزل مقصود کو پہنچائیں گی ۔ دیکھو بعض جوگی اس قدر ریاضتیں کرتے ہیں کہ اپنے بازو سکھا دیتے ہیں مگر اللہ کے نزدیک مقبول نہیں کیونکہ ایک تو ارشاد نبوی کے خلاف ، دوم ایمان ہی نہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ"۔ یعنی اللہ تعالیٰ عبادت کو قبول کرتا ہے جو خدا سے ڈرتے ہیں اور ڈرنے کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کے منشاء کے مطابق کام کرتے ہیں اور سب سے پہلا کام تو یہ ہے کہ اس کے مامور کو مانیں۔ دیکھو یہودی خدا کو مانتے ہیں اور مشرک بھی نہیں۔ قبلہ بھی ان کا وہی ہے جو پہلے مسلمانوں کا رہ چکا ہے۔ مگر پھر بھی خدا کے حضور مقبول نہیں صرف اس لئے کہ اللہ کے رسول کو نہ مانا۔ رسولوں کو نہ ماننے سے وہی جنہیں عالمین پر فضیلت دی گئی تھی ملعون ہوئے کیونکہ گناہ تو اور بھی ہیں مگر سب سے بڑا گناہ مامور من اللہ کا انکار ہے"۔

(بدر جلد ۷ نمبر ۲ مورخہ ۱۶ ؍جنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۳)

☆......☆......☆

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی تفسیر

حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب بھیروی خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان آیات کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جب ان دونوں نے قربانی دی۔ آخر ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی رد ہوئی۔ اس نے کہا میں تجھے مار ڈالوں گا۔ اس نے کہا اللہ متقیوں کی قربانی قبول کیا کرتا ہے"۔

نیز فرمایا: "فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا کوّے میں تین صفتیں عجیب ہیں۔ (۱) کوّے کو کسی نے جماع کرتے کم دیکھا ہے۔ (۲) ایک ٹکڑا بھی کھانے کو مل جائے اڑ کر اوروں کو اطلاع ضرور کرے گا کہ یہاں کچھ ملتا ہے۔ (۳) کسی کوّے کو صدمہ پہنچے سب وہاں جمع ہو جاتے ہیں۔ اسی واسطے شوروغل کو ہماری زبان پنجابی میں "کاواں رولی" کہتے ہیں۔ ہم نے ایک بڑے شکاری سے پوچھا کبھی کسی کوّے کی لاش تم نے جنگل میں دیکھی ہے؟ تو اس نے کہا نہیں۔ اس سے تین باتیں نکلیں۔ (۱) شرم وحیا بھی کوئی چیز ہے۔ (۲) نیک برتاؤ کرنا چاہئے اور ہمدردی۔ (۳) مردے کی لاش کو دبانے کی فکر۔

یہ قصہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ ابراہیم بھی ایک آدم تھا (اسے ابوالانبیاء کہتے ہیں) اس کے دو بیٹے تھے اسحٰق اور اسمٰعیل۔ مدینہ کے یہود جو بنو اسحٰق تھے انہوں نے نبی کریمؐ اسمٰعیل کی اولاد کو قتل کرنا چاہا۔ سو انہیں بتایا گیا کہ دیکھو اس سے پہلے ایک بھائی نے دوسرے بھائی کو قتل کر کے کیا لیا۔ سوا اسکے کہ خاسر و نادم ہوا۔ اور انہیں سمجھایا کہ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ صرف اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل کو پہلے سے یہ حکم دے رکھا ہے کہ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا جو ایسے عظیم الشان نفس کو قتل کرے گا وہ گویا سارے جہان کے قتل کا مرتکب ہوگا"۔

"نَفْسًا: نَفْس محمدٌ رَسُول اللّٰه"

(بحوالہ حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ ۹۸، ۹۹)

☆......☆......☆

حضرت مصلح موعودؓ کا تفسیری نوٹ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حصہ کی تفسیر اس طرح بیان نہیں فرمائی جو تفسیر کبیر کی صورت میں موجود ہے البتہ تفسیر صغیر کے حاشیہ میں اس آیت کے مضامین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس تمثیل میں بنو اسرائیل اور بنو اسمٰعیل کا مقابلہ کیا گیا ہے ۔ بنو اسرائیل محمدی نبوت کی وجہ سے قابیل کی طرح مسلمانوں سے بغض رکھتے تھے حالانکہ قربانی قبول کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے ۔ خود قربانی دینے والے کا کام نہیں"۔

(تفسیر صغیر سورۃ المائدہ زیرآیت نمبر ۲۸ حاشیہ نمبر ۱)

مجلس خدام الاحمدیہ فرانس کے

بارھویں سالانہ اجتماع کا کامیاب انعقاد

مجلس خدام الاحمدیہ فرانس کا بارھواں سالانہ اجتماع مورخہ ۴، ۵، ۶ ؍جون بروز جمعہ ، ہفتہ ، اتوار مشن ہاؤس بمقام سینٹ پری (Saint Prix) فرانس میں منعقد ہوا۔ باجماعت نماز تہجد ، نمازوں کی ادائیگی، درس القرآن، تبلیغی و تربیتی تقاریر کے علاوہ علمی و ورزشی مقابلہ جات اس اجتماع کا حصہ تھے۔ خدام اور اطفال نے جوش و خروش سے ان مقابلہ جات میں حصہ لیا۔ فرانس کی تمام مجالس کے خدام نے اس اجتماع میں شمولیت کی سعادت پائی۔ نماز جمعہ کی ادائیگی سے قبل پرچم کشائی کی تقریب ہوئی جس میں لوائے خدام الاحمدیہ اور فرانس کے پرچم لہرائے گئے۔

افتتاحی اجلاس مکرم اشفاق ربانی صاحب امیر جماعت احمدیہ فرانس کی زیرصدارت ہوا۔ تلاوت، عہد اور نظم کے بعد خاکسار نے اور محترم امیر صاحب نے تقاریر کیں۔ محترم امیر صاحب نے اجتماع کی اہمیت و افادیت پر روشنی ڈالی اور اجتماع کے دوران ہونے والی نیک اور پاک باتوں کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنا لینے کی تلقین کی۔ بعدہ تمام مہتممین نے خدام سے اپنا تعارف کروایا اور اجتماع کی کامیابی کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

اس اجتماع میں خدام اور اطفال کے علمی مقابلہ جات میں تلاوت، نظم، اذان اور تقاریر کے مقابلہ جات شامل تھے۔ جبکہ ورزشی مقابلہ جات کے لئے خدام کو نزدیکی گراؤنڈ میں لے جایا گیا۔ ورزشی مقابلہ جات میں دوڑ، رسہ کشی، ٹیبل ٹینس، بتی پکڑنا، گولہ پھینکنا اور فٹ بال کے مقابلے شامل تھے۔ ہفتہ کی رات کو ایک مجلس سوال وجواب ہوئی جس میں غیر از جماعت احباب نے بھی شرکت کی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ۱۶ افراد نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

اختتامی اجلاس میں مختلف مقابلہ جات جیتنے والے خدام واطفال کو انعامات تقسیم کئے گئے۔

خاکسار نے مجلس خدام الاحمدیہ فرانس کی سالانہ کارکردگی کی رپورٹ پیش کی۔ محترم امیر صاحب نے اپنے اختتامی خطاب میں مجلس خدام الاحمدیہ کے کاموں کو سراہا اور خوشی کا اظہار کیا۔ اور تبلیغ کے اہم فریضہ کی طرف توجہ دلائی ۔ اس طرح ہمارا یہ سالانہ اجتماع خدا تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت کامیابی کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچا۔

لِقاءِ مَعَ العَرَب

(۴؍جنوری ۱۹۹۵ء)

(مرتبہ: صفدر حسین عباسی)

"لقاء مع العرب" مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل کے مقبول ترین پروگراموں میں سے ایک نہایت مفید، دلچسپ اور ہردلعزیز پروگرام ہے۔ اس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عربوں کے سوالات کے جواب انگریزی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں اور پھر ان کا عربی ترجمہ پیش کیا جاتاہے۔ اردودان احباب کے استفادہ کے لئے "لقاء مع العرب" کے ان پروگرامز کا خلاصہ **ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر پیش کرنے کی** سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ان پروگراموں کی آڈیو، ویڈیو کیسٹس آپ اپنے ملک کے مرکزی مشن میں قائم شعبہ سمعی بصری سے یا شعبہ آڈیو / ویڈیو مسجد فضل لندن یوکے سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ (ادارہ)

قرآنی قسموں کی حکمت

سوال: قرآن کریم کی بہت سی آیات ہیں جو قسموں سے شروع ہوتی ہیں۔ خدا تعالیٰ مختلف چیزوں کی قسم کھاتا ہے۔ مفسرین کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ان چیزوں کی اس لئے قسمیں کھائی ہیں چونکہ یہ بہت بڑی اور بہت اہم ہیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ بعض اوقات ایسی چیزوں کی بھی قسم کھائی گئی ہے جو بالکل عام ہیں اور ان میں بظاہر کوئی بھی خصوصیت نظر نہیں آتی۔ مثلاً "وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِق"۔ طارق ایک عام ستارہ ہے اور "وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ" یہ "لَيَالٍ عَشْرٍ" کیا ہے؟ اس کی کیا خصوصیت و اہمیت ہے؟ حضور ارشاد فرماویں کہ قرآنی قسموں میں اصل حکمت کیا ہے؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: قرآن کریم خدا تعالیٰ کو اس طرح پیش کرتا ہے گویا وہ بہت سی چیزوں اور انسانوں کی قسمیں کھا رہا ہے۔ مثال کے طور پر "وَشَاهِدٍ وَّ مَشْهُوْدٍ" اور "وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ وَ الْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ"۔ اسی طرح "وَالسَّمَآءِ وَمَابَنٰهَا" اور "وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا"۔ اسی طرح اور بھی بہت سی چیزوں کی خدا تعالیٰ نے قسمیں کھائی ہیں لیکن خدا تعالیٰ کا قسم کھانے کا مقصد صرف اور صرف ان چیزوں کو گواہ کے طور پر پیش کرنا ہے۔ اس کے علاوہ خدا تعالیٰ کے قسم کھانے کا جو بھی مطلب لیا جاتا ہے وہ بالکل سطحی و بے معنی ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ نے خدا تعالیٰ کے علاوہ کسی بھی اور چیز کی قسم کھانے سے لوگوں کو منع فرمایا تو یہی بات آپ کے مدّنظر تھی۔ اگر خدا تعالیٰ خود دوسری چیزوں کی قسمیں کھا رہا ہے تو کیا وہ خود اپنے آپ سے شرک کا مرتکب ہو رہا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ قسم کے اصل معنی و مفہوم اور حکمت کو سمجھا جائے۔

خدا تعالیٰ کا مختلف چیزوں کی قسم کھانا انہیں صرف گواہ کے طور پر پیش کرنا ہے۔ اس کے علاوہ اس کا اور کوئی مقصد نہیں۔ اس کائنات کا ہر ہر ذرّہ خدا تعالیٰ کے وجود کی گواہی دے رہا ہے۔ جہاں کہیں بھی آپ جائیں، جس طرح بھی رخ کریں آپ اس کائنات میں ایک ایٹم یا کوئی ذرّہ بھی ایسا نہیں پائیں گے جو خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت پیش نہ کرتا ہو۔ جب خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ فلاں چیز کی قسم اور فلاں چیز کی قسم تو یوں وہ لوگوں کے ذہنوں اور ان کے خیالات کو جگانے اور توجہ پیدا کرنے کی خاطر ایسا کرتا ہے کہ تم میری فلاں تخلیق میں غور کیوں نہیں کرتے؟ کیا تمہیں اس میں میری ہستی اور عظمت و شان کی جھلک نظر نہیں آتی؟ اگر یہ مقصد مدّنظر ہو تو پھر دوسری چیزوں کی قسم کھانے کی ممانعت نہیں۔ صداقت و سچائی کے اظہار کی خاطر کسی چیز کو گواہی کے طور پر پیش کرنے کی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ممانعت نہیں فرمائی۔ ممانعت اس بات کی ہے کہ تم ان مزعومہ خداؤں کو گواہ نہ ٹھہراؤ جن کا وجود ہی کوئی نہیں۔ اگر تم ان کی قسمیں کھاؤ گے تو یہ شرک ہے۔ اس مختصر توضیح کے بعد اب میں معین طور پر ایک ایک آیت کو لے کر بیان کروں گا کہ ان آیات میں مختلف چیزوں کو گواہ کے طور پر پیش کرنے میں کیا خدائی حکمت مضمر ہے۔

اب میں قرآن کریم میں سے مثال کے طور پر ایک آیت پیش کرتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ اس کائنات کا ہر ذرّہ، چھوٹی سے چھوٹی چیز یا مخلوق بھی بے حقیقت نہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر گواہ ہے اور وہ گواہ بہت اہم ہے اس لئے کہ جس وجود کی خاطر یہ گواہی دی جا رہی ہے وہ بہت اہم ہے۔ قرآن کریم بیان فرماتا ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا"۔ (البقرہ: ۲۷)

خدا تعالیٰ اس بات میں کوئی بھی شرمندگی محسوس نہیں کرتا کہ خواہ وہ مچھر ہی کی مثال کیوں نہ پیش کرے یا بیشک اس سے بھی چھوٹی کیوں نہ ہو خدا تعالیٰ بڑے فخر سے اس کی مثال بیان کرے گا۔ اور تم کہتے ہو کہ اتنی چھوٹی سی چیز۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ بظاہر میری مخلوقات میں سے سب سے چھوٹی تخلیق ہے لیکن مجھے اس کی مثال بھی پیش کرنے میں کوئی شرمندگی نہیں۔ کتنی خوبصورت، حیرت انگیز اور مکمل تعلیم ہے۔ مفسرین کہتے ہیں کہ یہ چھوٹی چیز ہے اور وہ بڑی چیز ہے۔ خدا کے مقابل پر تو ہر چیز ہی چھوٹی ہے لیکن جب وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کی گواہی میں پیش کی جا رہی ہو تو پھر وہ چھوٹی چیز بہت بڑی اور اہم ہو جاتی ہے۔

اب ہم اس مثال کو لیتے ہیں جو شروع میں سوال میں پیش کی گئی ہے۔

"وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ وَمَآ اَدْرٰكَ مَاالطَّارِقُ"۔
(الطارق: ۲،۳)

مفسرین لفظ "اَلطَّارِق" کے بہت سے مختلف معانی لیتے ہیں۔ وہ ستارہ جو رات ہونے پر نکلتا ہے اسے طارق کہتے ہیں لیکن سورج غروب ہونے کے بعد جو کچھ بھی رات میں ظاہر ہوتا ہے وہ "اَلطَّارِق" ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں بتا رہا ہے کہ دن کے وقت جب روشنی ہوتی ہے تو تم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہو اور تم خیال کرتے ہو کہ تم سچائی اور حقیقت کو صرف دن کی روشنی ہی میں پا سکتے ہو۔ لیکن خدا تعالیٰ کی ہستی اس کمال عظمت اور شان کے ساتھ تمام کائنات میں پھیلی پڑی ہے کہ خواہ رات ہی کیوں نہ ہو اس میں بھی جو کچھ ہوتا ہے وہ بھی خدا تعالیٰ کی ہستی کی طرف لے جانے اور اس کی معرفت کا ثبوت مہیا کرنے کے لئے کافی ہے۔ اور یہ ظاہری اندھیرا کسی بھی دیکھنے والے اور خدا کے درمیان کبھی بھی حائل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جو کچھ بھی رات کے آنے کے بعد واقع ہوتا ہے اگر آپ اس کا مطالعہ کریں تو آپ حیران رہ جائیں گے کہ کیسے حیرت انگیز کام ہیں جو رات کی تاریکی میں عمل دکھاتے ہیں۔ میں اس تعلق میں گفتگو کو طول نہیں دینا چاہتا لیکن پھر بھی چند ایک مثالیں ضرور پیش کروں گا۔

رات کے وقت آپ تو سو جاتے ہیں لیکن ایک اور کائنات ہے جو زندہ ہو جاتی ہے۔ ایک ایسی دنیا جو دن کے وقت جاگنے والی دنیا سے ہزاروں گنا بڑی ہوتی ہے اپنا عمل شروع کر دیتی ہے۔ سمندروں میں کیا ہو رہا ہے؟ دیگر حیوانات، کیڑے مکوڑے اور بکٹیریاز، جو اندھیرا ہوتے ہی قسما قسم کی محنتوں اور کاموں میں مصروف ہو جاتے ہیں جن کے بغیر دن کے وقت کی زندگی بے کار و بے حقیقت ہے تمام حیوانات ساری رات ہمارے لئے تیاریاں کرتے اور حیرت انگیز عمل کرتے ہیں۔ مثلاً پودے رات کے وقت کاربن ڈائی آکسائیڈ چھوڑتے ہیں اور وہ کاربن ڈائی آکسائیڈ انسانی ضروریات کے توازن کو برقرار رکھنے کے لئے اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہ کاربن ڈائی آکسائیڈ دن کی روشنی کی مدد سے ہمارے لئے خوراک تیار کرتی ہے۔ کیڑے مکوڑے اور بکٹیریا غذا سے فضلہ (Waste) الگ کرتے ہیں اور ہمارے جسموں کے لئے توانائی فراہم کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو جو بھی طاقت (انرجی) آپ نے حاصل کی ہوگی۔ وہ بلاک ہو کر رہ جائے گی اور آپ اسے کبھی بھی استعمال نہیں کر سکیں گے۔ مثلاً پاخانہ، پیشاب اور جو بھی فضلات ہیں صرف انسانوں کے ہی نہیں بلکہ دوسرے حیوانات کے بھی انہیں اپنی اصلی حالت کی طرف Disintegrate کرنے کا عمل بہتر رنگ میں دن کی بجائے رات کے وقت ہوتا ہے۔ کیڑے مکوڑے زیادہ تر رات کے وقت عمل دکھاتے ہیں جس وقت کوئی خلل اندازی (Disturbance) نہیں ہوتی وہ سکون کے ساتھ یہ سارا عمل کرتے ہیں۔ یہ تو ایک بہت ہی چھوٹی سی مثال ہے۔ میں نے ابھی آپ کو بتایا ہے کہ سمندروں کے اندر رات کے وقت کیا ہوتا ہے۔ سمندری کائنات جس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے لامتناہی اور حیرت انگیز کائنات ہے۔

اس کے علاوہ خدا تعالیٰ رات کے ایک اور اہم پہلو کی طرف توجہ دلاتا ہے جو اپنی ذات میں خدا تعالیٰ کی ہستی پر گواہ ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے:

"قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ"۔
(القصص: ۷۳)

اگر ہم دن کو تم پر ہمیشہ کے لئے قائم رہنے والا کر دیتے تو تم مر کر بھی رات کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے۔ لیکن خدا کے علاوہ اور کوئی نہیں جو اسے تمہارے لئے واپس لا سکتا۔ بعض اوقات کسی چیز کی غیر حاضری سے تمہیں اس کی اہمیت یاد دلائی جاتی ہے۔ رات کا غائب ہونا اور لمبے دن کا تمہیں تھکا دینا، تمہیں آرام کی خاطر شدت سے رات کی ضرورت محسوس ہوتی، لیکن تمہارے لئے کوئی رات نہ ہوتی۔ پودوں کی نشوونما کی خاطر کوئی رات نہ ہوتی۔ پودے دھوپ میں جل کر خاک ہو جاتے۔ اگر سورج لگاتار اپنی انرجی کو بغیر کسی وقفہ کے زمین پر برساتا رہتا تو زمین پر تمام موجودات کی زندگی جل کر خاکستر ہو جاتی۔ ایسے بہت سے نظام ہیں جن میں سے بعض کا قرآن کریم نے تفصیل سے ذکر کیا ہے اور بعض کا بیان اصولی طور پر کیا گیا ہے جنہیں خدا تعالیٰ کی ہستی کی دلیل کے طور پر بطور گواہ پیش کیا گیا ہے۔ "وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِق" ایک عظیم اور وسیع کائنات کا بیان ہے۔ "وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ وَمَآ اَدْرٰكَ مَاالطَّارِق" خدا تعالیٰ تمہیں خبردار کرتا ہے کہ تم سمجھتے ہو کہ طارق معمولی چیز ہے، تمہیں کیسے بتائیں کہ "الطَّارِق" کیا ہے۔ اس کی

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

حقیقت کا ادراک بھی تمہاری سمجھ سے بہت بالا ہے۔

"الطّارِق" کے اندر صرف النَّجْمُ الثَّاقِب ہی کا بیان نہیں بلکہ یہ مضمون آگے چلتا ہے اور اس میں اور بھی بہت سے غیر معمولی عجائبات قدرت کا ذکر ہے جن پر لفظ "اَلطّارِق" حاوی ہے۔

"اِنْ کُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْھَا حَافِظٌ. فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ. خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ. یَّخْرُجُ مِنْ بَیْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ. اِنَّهٗ عَلٰی رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ. یَوْمَ تُبْلَی السَّرَآئِرُ. فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ. وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ. وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ. اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ. اِنَّهُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا وَّ اَکِیْدُ کَیْدًا. فَمَهِّلِ الْکَافِرِیْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَیْدًا"۔(سورۃ الطارق:۵تا۱۸)

ایک پوری کائنات کا ذکر ہے جس کا تعلق رات سے ہے۔ بہت سے Productive Phenomenons کا بیان ہے۔ فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۔کیا آپ کو معلوم ہے کہ اکثر ولادتیں رات کے وقت ہوتی ہیں۔ ہر کوئی یہ جانتا ہے۔اس کا تعلق صرف مسلمانوں سے نہیں بلکہ یہ یونیورسل جاری عمل ہے۔شاذ بچے ہیں جو دن کے وقت پیدا ہوتے ہیں۔ اکثر اوقات یہ رات ہی ہے جس میں بتدریج تخلیق کے سارے مراحل عمل دکھاتے ہیں۔خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا اَدْرٰكَ مَاالطَّارِق رات کے نتیجہ میں کیا کچھ پیدا ہوتا ہے۔رات اپنی ذات میں تخلیق کے مراحل طے کرنے میں ایک بھاری کردار ادا کرتی ہے اور اے انسان! تو بھی تو رات ہی کی پیداوار ہے۔وہ سکون، محبت اور رومانس کا وقت ہے۔ یہ سبھی کچھ رات کے وقت ہی تو ہوتا ہے۔اس کے علاوہ دوسرے کئی کام، سازشیں، ایک دوسرے کے خلاف منصوبے،"اِنَّهُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا وَّ اَکِیْدُ کَیْدًا. فَمَهِّلِ الْکَافِرِیْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَیْدًا" اس قسم کی تمام حرکات رات کے وقت کی جاتی ہیں لیکن خدا تعالیٰ حفاظت فرماتا ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے۔اِنْ کُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْھَا حَافِظٌ وہ کیسے حفاظت فرماتا ہے۔ اس کے فرشتے اور دوسری چیزیں اس زمین پر موجودات اور انسان کی زندگی کی حفاظت میں لگی ہوئی ہیں کیونکہ خدا جانتا ہے کہ کیا منصوبے اور تدبیریں اختیار کی جارہی ہیں اور زندگیوں کی تباہی و بربادی کے لئے کیا کیا سازشیں تیار ہو رہی ہیں۔اِنَّهُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا وَّ اَکِیْدُ کَیْدًا سب سے زیادہ مکر اور تدبیریں رات کی تاریکی میں جنم لیتی ہیں اور قرآن کریم نے یہ حقیقت بہت سی آیات میں مختلف مقامات پر بیان کی ہے کہ رات کے وقت تم ایک دوسرے کے خلاف سازشوں کے منصوبے تیار کرنے کے لئے اکٹھے ہوتے ہو اور ہم تمہاری ان ساری حرکتوں سے بکلی باخبر ہیں۔اس سورۃ میں کوئی عام معمولی اور چھوٹی سی بات کا ذکر نہیں ہے بلکہ کائنات کے ایک مکمل نظام کو چند آیات میں بند کر دیا گیا ہے۔

اس جگہ "اَلنَّجْمُ الثَّاقِب" کو مزید سمجھنے کی ضرورت ہے۔یہاں صرف ایک ستارے کا ہی ذکر کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ روشنی کے سرچشمہ و منبع کا ذکر کر رہا ہے کہ جب رات ہوتی ہے تو روشنی کلیۃً معدوم نہیں کر دی جاتی بلکہ ستاروں کا سسٹم اور ان کا جگ مگ کرنا رات کے وقت زمینی مخلوقات کے لئے روشنی وراہنمائی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔خدا تعالیٰ نے جانوروں کی آنکھیں مختلف صفات کی پیدا کی ہیں۔رات کو زندہ ہونے والے جانوروں کی آنکھوں میں رات کی تاریکی میں دیکھنے کی خصوصی طاقت رکھی گئی ہے۔وہ اس حد تک پھیلی ہوئی ہوتی ہیں کہ رات کے اندھیرے میں کام کرنے کے لئے بہت معمولی سی روشنی بھی ان کے لئے کافی ہو جاتی ہے۔ان سب کا انحصار "اَلنَّجْمُ الثَّاقِب" پر ہوتا ہے۔اگر روشنی کلیۃً ختم ہو جائے، مکمل تاریکی چھا جائے تو زمین پر حیوانات کا عمل ساکت و جامد ہو کر رہ جائے گا۔

خدا تعالیٰ نے مختلف حیوانات کو مختلف صفات اور دیکھنے کی استعدادیں بخشی ہیں۔بعض کے لئے اَلنَّجْمُ الثَّاقِب کی روشنی ہی کافی ہے اور ان کے لئے سورج کی روشنی حد سے زیادہ ہے۔اسی لئے اُلّو دن کے وقت کسی تاریک گوشہ میں بسیرا کرتے ہیں اور دن کے وقت آنکھیں بند رکھتے ہیں کیونکہ ان کی آنکھوں کو رات کی تاریکی میں دیکھنے کی طاقت دی گئی ہے۔ لیکن مکمل تاریکی میں نہیں۔ مکمل تاریکی میں تو کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا۔یہ اَلنَّجْمُ الثَّاقِب ہے جو انہیں وہ روشنی دیتا ہے، جو انہیں اپنے اپنے کام کرنے کے لئے کافی ہوتی ہے۔یہ تو اس کا ایک مادی پہلو ہے۔

اس کا ایک اور روحانی پہلو بھی ہے۔جب نبی آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں تو اس کے بعد ایک رات آتی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرا وعدہ ہے کہ اِنْ کُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْھَا حَافِظ وہ خدا جس نے نبی کی زندگی اور اس کی روشنی کے وقت تمہاری حفاظت کے سامان کئے اس بات کا ضامن و ذمہ دار ہے کہ اس نبی کے رخصت ہو جانے کے بعد آنے والی رات میں بھی روحانی اَلنَّجْمُ الثَّاقِب کے ذریعہ تمہاری حفاظت کرے۔ مجددین آتے ہیں، روحانی بزرگ علماء پیدا ہوتے ہیں اور آسمانِ روحانیت کی رات مختلف ستاروں کے ذریعہ روشن ہو جاتی ہے۔

اسی لئے حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَصْحَابِی کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ۔

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کسی کی بھی تم پیروی کرو گے وہ تمہاری سیدھے راستہ کی طرف راہنمائی کرے گا۔یہ ستارے کبھی بھی مکمل طور پر مرتے اور فنا نہیں ہوتے۔جب صحابہ کا زمانہ ختم ہو جاتا ہے تو یہ ستارے تو قائم رہتے ہیں لیکن ان کی روشنی مدھم پڑ جاتی ہے۔پھر تابعین کا دور آتا ہے اور ان کے بعد تبع تابعین کا اور پھر اس کے بعد خدا کی سنت ایک عظیم وجود "اَلنَّجْمُ الثَّاقِب" کی شکل میں جاری ہوتی ہے۔وہ صحابی نہیں ہوتا لیکن قرآن کریم کی رو سے وہ "اَلنَّجْمُ الثَّاقِب" ہوتا ہے۔ وہ اپنے وقت کا مجدد یا مہدی ہوتا ہے۔ یہ بہت عظیم اور حیرت انگیز سورۃ ہے اور جو کوئی بھی روشنی کی حقیقت کو شناخت کرنے کی استعداد رکھتا ہے اس کی تسلی و تشفی اور راہنمائی کے لئے کافی ثبوت مہیا کرتی ہے۔

پھر فرماتا ہے :"وَالْفَجْرِ وَلَیَالٍ عَشْرٍ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ"(سورۃ الفجر)۔ قدیم مفسرین نے اس آیت کو بالکل مختلف رنگ میں سمجھا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی اس کی تفسیر فرمائی ہے اور اس کا تمام اسلامی تاریخ پر اطلاق کیا ہے۔ بے شک کہ یہ تمام تاریخ اسلام پر چسپاں ہوتی ہے لیکن میں اسے ابتداء سے، آنحضرت ﷺ کی فجر سے شروع کرتا ہوں۔ یہ وہ فجر ہے جو تمام عالم کے لئے روشنی لے کر آئی۔ "وَالْفَجْرِ وَلَیَالٍ عَشْرٍ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ". اس فجر کے بعد دھند لکا چھا جائے گا۔ روشنی مدھم پڑ جائے گی ۔ ایک ہزار سال پر محیط رات آئے گی۔"لَیَالٍ عَشْرٍ" یہ فیج اعوج کا زمانہ ہے جس کے متعلق آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی اور "وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ" سے مراد تین صدیاں ہیں جو اس ایک ہزار سالہ طویل رات کے بعد آئیں گی۔ اسے مختلف زاویۂ نگاہ سے دیکھا اور سمجھا جاسکتا ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ آپؐ نے ان تین سو سالوں کو ساتھ ملانے کے بعد فرمایا "وَالَّیْلِ اِذَا یَسْرِ" اور پھر وہ تیرھویں رات شروع ہوگی جس میں کوئی عظیم واقعہ رونما ہوگا۔"هَلْ فِی ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِیْ حِجْرٍ" کیا عقل اور سمجھ رکھنے والوں کو اس میں کوئی خاص اور اہم امر نظر نہیں آتا۔ وہ خاص بات یہ ہے کہ اس وقت ایک اور روشنی پھیلے گی اور یہ چودھویں صدی کے آغاز کا وقت ہے یا پھر تیرھویں صدی کا آخری وقت ہوگا۔ ایک بہت ہی اہم واقعہ اس وقت رونما ہونے والا ہے اور یہ امام مہدی اور مسیح موعود کے آنے کا وقت ہے جو چودھویں کا چاند ہوگا۔اس سے قبل نکلنے والے چاندوں نے بھی اپنی اپنی طاقت کے مطابق آنحضرت ﷺ کی روشنی کو منعکس کیا لیکن یہ مکمل چاند ہوگا۔یہ ایک بہت بڑا اور نمایاں فرق ہے امام مہدی اور دوسرے مجددین کے درمیان۔امام مہدی اپنے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا کامل عکس اور مکمل جمال پیش کرے گا۔ اور یہ اسی وقت ممکن ہوگا کہ جب اس پر اپنے آقا کی مکمل روشنی بغیر کسی درمیانی رکاوٹ کے پڑے گی اور کوئی بھی حصہ آنحضرت ﷺ کے نور کا اس المھدی پر پڑنے سے باقی نہیں رہے گا۔اس سے پہلے مجددین پر آنحضرت ﷺ کی روشنی کے بعض پہلو تاریک رہے یا مدھم صورت میں ظاہر ہوئے لیکن جو وجود "وَالَّیْلِ اِذَا یَسْرِ" کے وقت ظاہر ہوگا اس میں آنحضرت ﷺ کا کامل عکس نظر آئے گا۔

یہاں ایک بہت ہی دلچسپ بات سامنے آتی ہے کہ یہاں فجر کا ذکر نہیں ہے ۔ کوئی خیال کر سکتا ہے کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ پھر ایک اور فجر ہوگی۔ یہ فجر محمدی ہے۔ یہاں فجر کا مطلب ہے سورج کا نکلنا۔جو صرف ایک دن یا ایک رات کے لئے نہیں ہوگا۔ یہ تو استعارۃً بیان ہے۔یہ آخری سورج ہوگا جو تمام انسانوں کے لئے اور ہر زمانہ کے لئے نکلے گا۔ کسی نبی کے ذریعہ کوئی اور دین نہیں لایا جائے گا۔اور یہ صرف اسی سورج ہی کی روشنی ہوگی کہ خواہ دن ہو یا رات، لوگ اس سے استفادہ کریں گے۔ بے شک کہ تیرہ راتوں کا ذکر کیا گیا ہے ان تیرہ راتوں میں وہ النَّجْمُ الثَّاقِب ان کی راہنمائی کرے گا جس کا اس آیت میں ذکر ہے۔ لیکن آخر میں جبکہ تیرھویں رات ابھی اپنے اختتام کو نہیں پہنچی ہوگی ایک بہت ہی اہم واقعہ وقوع پذیر ہوگا۔ تیرہ راتوں کے بعد کیا ہوتا ہے؟ چودھویں کا چاند نکلتا ہے جو مکمل چاند ہوتا ہے۔جس کا نظارہ انتہائی خوبصورت ، دل لبھانے والا اور انسانی روح پر وارفتگی طاری کرنے والا ہوتا ہے۔نہ صرف انسان بلکہ ہر قسم کے جاندار اور حیوانات اس کے پُر اثر نور سے مست ہو جاتے ہیں۔ یہ شانِ احمدیت ہے۔ آنحضرت ﷺ کی دو بڑی شانیں اور صفات ہیں ۔ ایک شانِ جلال ہے۔ عظمت و طاقت اور دشمن پر زبردست ہیبت کا اثر کرنے والی صفت ہے۔اور یہ شانِ محمدی ہے جو سورج سے مماثلت رکھتی ہے اور دوسری شان قدرتی و فطری حلم ورأفت نرمی اور بردباری کی شان ہے جو شان جمال ہے۔ جو سورج کی تپش کی نسبت چاند کی ٹھنڈی چاندنی کی طرح زیادہ تھی۔ یہ صفت احمد ہے جو اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ چودہ سو سال کے بعد احمدیت کی شکل میں ظہور کرے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تمہارے اندر ذرا سی بھی سمجھ اور عقل ہے تو بتاؤ تو سہی کیا ان قسموں میں یہاں بہت ہی خاص اور اہم پیغام نہیں دیا جارہا۔ یہ ہے قسمیں کھانے کا مفہوم، جو مختلف اور خاص تاریخی وقوعات کی طرف اشارہ اور راہنمائی کرتی ہیں۔

یہاں ایک بہت ہی اہم سوال پیدا ہوتا ہے اور اس کے جواب کو اچھی طرح سمجھنا ضروری ہے۔ حضرت رسول اکرم ﷺ کی احادیث سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ تین سو سال کا یہ عرصہ روشنی کے پہلے دور سے تعلق رکھتا ہے۔ اور پھر اس کے بعد ایک ہزار سال یا دس راتیں شروع ہونگی۔ اس بات کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ ورنہ ہم قرآن کریم کی طرف وہ بات منسوب کرنے والے ہونگے جس کی قرآن کریم تصدیق و حمایت نہیں کر رہا۔ اور یہ درست طریق نہیں۔ اس آیت کے اس حصہ سے جو میں سمجھتا ہوں وہ بیان کرتا ہوں۔

"وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ" میں ایک اور حقیقت کی

Frankfurt-London-Frankfurt
Master Of Business
Air Travel
Mobile 0179 / 690 73 57
Tele (0 69) 5 07 26 03
m.o.b.air@01019freenet.de
Callais-Dover-Callais
Bus 186,-DM
Farry 300,-DM
Tel.(0 69) 5 07 26 03

طرف ہماری توجہ پھیری گئی ہے۔ یہ بات یاد رکھیں کہ دس راتیں تو آنی ہی ہیں۔ اور ان دس راتوں کے ساتھ دو اور ایک بھی آنے والی ہیں۔ مگر یہ تین راتیں دس راتوں جیسی تاریک راتیں نہیں ہونگی۔ اس زاویہ نظر سے اگر دیکھیں تو پھر یہ تین راتیں دس راتوں کے آخر میں نہیں بلکہ ان سے پہلے شروع ہونگی۔

پہلی تین راتیں روشنی اور اندھیرے کی ملی جلی درمیانی صورت ہوگی۔ کیونکہ فرمایا:

"خَیرُ القُرُونِ قَرنِی ثُمَّ الَّذِینَ یَلُونَھُمْ ثُمَّ الَّذِینَ یَلُونَھُمْ"۔

یہ حدیث ہے جو اس وقت میرے مد نظر ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد تین نسلوں سے روشنی کا وعدہ کیا گیا ہے جس کا مطلب ہے کہ سورج غروب ہونے کے بعد ایک طویل عرصہ Twilight شفق کا ہوگا۔ اور اس شفق کے عرصہ کا اتنا لمبا ہونا اس سبب سے ہے کہ آنحضرت ﷺ کی روشنی عام روشنی کی نسبت حد درجہ قوی اور تیز تھی۔ اس لئے اس عرصہ پر اللَّیل کے لفظ کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اس آیت کو دوبارہ پڑھیں تو پھر آپ کو اس کا صحیح مفہوم سمجھ آئے گا۔ "وَالفَجرِ وَلَیَالٍ عَشرٍ" یہ دو چیزیں ہیں۔ ان کے درمیان تین عرصے اور وقت ہیں "وَالشَّفعِ وَالوَترِ" دو اور ایک۔ یہاں بتایا جا رہا ہے کہ پہلے دو عرصے تو نمایاں طور پر روشن ہونگے۔ آنحضرتؐ کا سورج غروب ہونے کے باوجود ان دو وقتوں کو روشن رکھے گا۔ لیکن تیسرا حصہ/ وقت جو ایک ہزار سال کے شروع میں اس کے ساتھ ملا ہوا ہوگا وہ پہلے دو وقتوں کی نسبت تھوڑا مختلف ہوگا۔ جب ہم اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں اس حقیقت کا علم ہوتا ہے۔ روشنی آہستہ آہستہ مدھم ہوتی چلی گئی۔ ایک دم روشنی اندھیرے میں تبدیل نہیں ہوئی بلکہ آہستہ آہستہ ایسا واقعہ ہوا۔ اور پھر اس تیسرے دور کے بعد اسلام پر انتہائی تاریکی کی دس طویل راتیں آئیں جو بہت تکلیف دہ اور ظلمت سے بھری راتیں تھیں۔ تمام عالم اسلام حد درجہ بدحالی وابتری، بے اطمینانی اور تنزلی حالت میں رہا۔ جس میں کئی قسم کی روحانی، مذہبی و سیاسی مشکلات نے اسے گھیرے رکھا۔

ان تین وقتوں کو دس تاریک راتوں کے شروع میں رکھیں تو بالکل الگ تصویر نظر آتی ہے اور بعد میں رکھیں تو ایک مختلف صورت امید کی ابھرتی ہے۔ جس طرح دوربین کا رخ ذرا سا بھی تبدیل کردیں تو ایک نیا مختلف منظر سامنے آجاتا ہے۔ اس رخ اور تصویر کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ اس کے بہت سے بطون ہیں۔ آپ اپنا ایک زاویہ فکر تھوڑا سا بدلیں تو ایک نئی دنیا مطالب کی سامنے آجاتی ہے۔

میرے نزدیک ان تین زمانوں کی خاص اہمیت ہے۔ اگر یہ تین راتیں ہیں تو بھی یہ خاص راتیں ہیں۔ جو کسی نہایت اہم مہم کی تیاری کے لئے راستہ تیار کر رہی ہیں۔ اگر ان تین وقتوں یا دوروں کو دس راتوں کے شروع میں رکھیں تو پھر ان کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کا وقت سورج کے غروب ہونے کے فوراً بعد کا تھا اور وہ وقت ابھی تک روشن تھا اور اس حالت میں وہ راتیں نہیں کہلاتیں۔ لیکن کوئی بھی وجہ ہمیں انہیں راتیں نہ کہنے کا جواز نہیں دے سکتی کیونکہ قرآن کریم میں ان کے لئے لفظ "لیال" مذکور ہے۔ یہی تو قرآنی زبان کی خوبی و خوبصورتی ہے کہ وہ ہمیں بہت سے ممکنات فراہم کرتی ہے تاکہ ہم ایک ہی بات کو مختلف زاویۂ فکر و نظر سے لے کر اس میں سے زیادہ سے زیادہ حکمت کے پہلو اخذ کر سکیں۔ قرآن کریم کے تھوڑے سے الفاظ میں حکمت کے سمندر بند ہوتے ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ تین سو سالوں کی راتوں کا زمانہ ایک ہزار سال کی راتوں کے شروع یا بعد دونوں پر لاگو ہو سکتا ہے۔ صرف اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ آپ اسے کس زاویہ سے دیکھتے ہیں اور اس کا کیا ترجمہ کرتے ہیں۔ اگر آپ اسے مختلف طریق سے پڑھتے ہیں تو معانی بھی اس کے مطابق تبدیل ہو جائیں گے۔ اگر آپ وَالشَّفعِ وَالوَترِ کو فجر کے ساتھ ملا کر پڑھیں گے تو پھر سوائے ان معانی کے جو ابھی میں نے کئے ہیں اور کوئی بھی معنی قابل قبول نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ وہ تین راتیں ابھی تک غروب ہونے والے سورج کی وجہ سے روشن تھیں۔ لیکن اگر آپ وَالشَّفعِ وَالوَترِ کو آخر میں رکھیں تو پھر قرآن کریم جو ہمیں ایک ہزار سال تاریکی کے بتا رہا ہے وہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے فوراً بعد سے شروع ہونگے۔ یہ بہت اہم نکتہ ہے جسے گہری نظر سے مطالعہ کرنا ہوگا اور اس میں مخفی پیغام کو سمجھنا ہوگا۔ اس صورت میں یہ نہیں کہا جائے گا کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے فوراً بعد ایک دم رات بہت تاریک ہوگئی تھی بلکہ اس کا صرف یہ مطلب ہوگا کہ اس فجر کے بعد رات کا Phenomenon شروع ہو جائے گا۔ دس تاریک راتیں ہونگی جو آہستہ آہستہ تاریک سے تاریک تر ہوتی چلی جائیں گی اور پھر بعد میں تین خاص راتیں ہونگی اور ان تین راتوں میں دشمن اسلام خصوصی طور پر بہت سرگرم ہو جائے گا اور قدیم لوگوں کی تاریخ دہرائی جائے گی اور یہ وہ وقت ہوگا جب خدا تعالیٰ کسی شخص کو مبعوث کرے گا جو اسلام کی عزت و ناموس اور اس کے وقار کو بحال کرنے کی خاطر دشمن سے لڑے گا اور ہر میدان میں اس کا مقابلہ کرکے تباہ و برباد کردے گا۔ اگر آپ اس طریق پر ان آیات کو پڑھیں تو بعد میں آنے والی آیات آپ کی مکمل حمایت کریں گی۔ جو یہ تاریخی حقیقت پیش کر رہی ہیں کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ قوم اِرَمْ اور عَاد اور ثَمُوْد اور فلاں فلاں قوم کے ساتھ کیا سلوک ہوا۔ جو بڑے لوگ تھے انہوں نے بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کیں جو ستونوں پر بلند و بالا عمارتیں تعمیر کرنے کے فن پر بڑا فخر کرتے اور اتراتے تھے۔ جیسے آجکل امریکہ میں آسمان سے باتیں کرتی ہوئی عمارتیں جنہیں Sky- Scrapers کہتے ہیں تعمیر کی جارہی ہیں۔ یہ عمارتیں بھی ویسے ہی ستونوں پر تعمیر کی جاتی ہیں۔ وہ انہیں High-Rise Buildings کہتے ہیں۔ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ جب آنحضرت ﷺ سے جدائی کے وقت سے دس راتیں اسلام کی طاقت کو توڑنے کے لئے کافی ہونگی اور اسلام کو اس حد تک کمزور کر دیں گی کہ دشمنِ اسلام سر اٹھانا شروع کردے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ سے پہلے یعنی چودھویں صدی کے آغاز سے قبل تین سو سال کی تاریخ پر نظر دوڑائیں، مغربی طاقتوں کے ابھرنے اور خصوصاً عالم اسلام پر ان کے غلبہ اور فتوحات کی تاریخ۔ اس سے قبل پھر بھی اسلام کو کسی حد تک اپنے ملکوں میں طاقت حاصل تھی۔ یہ بہت گہرے حقیقت پر مبنی تاریخی واقعات ہیں جن کا ان آیات میں ذکر ہے۔ ذرا سا زاویہ فکر بدلیں تو قرآن کریم خود آپ کا ہاتھ پکڑ کر واقعات کی اگلی کڑیوں کی طرف آپ کی راہنمائی کرتا چلا جائے گا اور علوم و حکمت کی ایک دوسری دنیا میں آپ کو لے جائے گا۔ یہ تو ایک سورت کی چند آیات ہیں جن میں عالم اسلام کے لئے بہت ہی گہری، مخفی حکمتیں اور تاریخی حقیقتیں مضمر ہیں۔ پھر وہ جری اللہ پیدا ہوگا جو قرآن کریم کی اس پیشگوئی کو پورا کرے گا "لِیُظھِرَہٗ عَلَی الدِّینِ کُلِّہٖ" پھر وہ وقت شروع ہوگا۔ ان کی تمام امیدیں اور ارادے خاک میں مل جائیں گے۔ قرآن کریم ہمیں یہ یاد دلا رہا ہے کہ ان لوگوں جیسی عظیم طاقتور قومیں خدا تعالیٰ نے اس سے قبل پیدا کی تھیں۔ وہ سب یہ سمجھتے تھے کہ وہ ہمیشہ قائم رہیں گے اور یہ کہ انہوں نے دنیا کو فتح کر لیا ہے۔ کہاں ہیں وہ طاقتور قومیں؟ وہ ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گئیں۔ تیرھویں رات اسلام کے لئے امید کی کرن لے کر آئے گی جب مسیح و مہدی کا ظہور ہوگا۔

بقیہ: رپورٹ جلسہ سوئٹزرلینڈ از صفحہ ۱۶

بشیر احمد طاہر صاحب کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعدہ مکرم ناصر بھٹی صاحب نے اپنی خوبصورت آواز میں درثمین سے ماخوذ مناجات "اے خدا اے کارساز وعیب پوش و کردگار" پڑھی۔ مکرم ڈاکٹر حسن باجوہ صاحب نے "مغربی ماحول میں بچوں کی تربیت" کے موضوع پر تقریر کی۔ مکرم ڈاکٹر شمیم قاضی صاحب نے "اسلام اور حفظان صحت" کے موضوع پر تقریر کی۔ ان کے بعد البانین دوست مکرم ناصر دُرمشی صاحب نے اپنی قبول احمدیت کی داستان سنائی۔ ان کی باتیں سن کر بہت سی آنکھیں بھر آئیں اور فضا اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اٹھی۔

سوا پانچ بجے شام مکرم شیخ ناصر احمد صاحب امیر جماعت نے "احمدیت، ماضی اور مستقبل" کے موضوع پر نہایت پرتاثیر تقریر کی اور فرمایا کہ وہ دن دور نہیں جب مستقبل میں دنیا کے ہر ملک، ہر جگہ احمدیت یعنی سچے اسلام کا دور دورہ ہوگا انشاء اللہ۔ مکرم امیر صاحب کے خطاب کے بعد آپ کی زیر صدارت محفل سوال وجواب منعقد کی گئی۔ جس میں احباب جماعت نے خوب دلچسپی لی اور مختلف سوالوں کے جوابات سے محظوظ ہوئے۔ یوں دوسرے دن کا اجلاس شام ۷ بجے اختتام کو پہنچا۔

آخری دن اتوار کے روز پہلی نشست کا آغاز حسب معمول تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ خواجہ رضوان احمد صاحب کی نظم کے بعد تین تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر سوئس دوست مکرم محمد اوپلیگر صاحب نے "تبلیغ کی اہمیت" کے موضوع پر کی جبکہ مکرم عثمان بیگ صاحب نے "صحابہ حضرت مسیح موعودؑ" کے عنوان پر مختلف صحابہ کرام کے اخلاص و قربانیوں کا ذکر خیر کیا۔ اس کے بعد خاکسار نے "تبلیغ اپنے تجربات کی روشنی میں" کے موضوع پر تقریر کی اور بعض روح پرور ایمان افروز واقعات بیان کئے۔

دوپہر کے کھانے اور نماز کے وقفہ کے بعد آخری سیشن کی کارروائی سوا دو بجے دوپہر شروع ہوئی۔ قرآن کریم کی تلاوت اور مکرم وقیع الرحمٰن صاحب کی نظم کے بعد مکرم میاں عبدالشکور صاحب نے "تربیت نفس" کے موضوع پر تقریر کی اور فرمایا کہ ہر انسان کو حسد سے بچنا چاہئے کیونکہ حسد کی آگ ہر نیکی کو کھا جاتی ہے اور حسد ہی سے ہر قسم کی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ مکرم ناصر منور صاحب نے "وقف نو کی اہمیت اور والدین کی ذمہ داریاں" کے موضوع پر جبکہ سوئس دوست مکرم محبوب الحق صاحب نے "مالی قربانی کی اہمیت" کے موضوع پر روشنی ڈالی۔

آخر میں مکرم امیر صاحب نے سخت علالت کے باوجود نہایت جوش و جذبے کے ساتھ تقریر فرمائی اور احباب جماعت کو زریں نصائح سے نوازا۔ آپ نے فرمایا کہ جس پہلے جلسہ سالانہ کا آغاز حضرت مسیح موعودؑ نے قادیان میں کیا تھا اس کی پہلی اینٹ خداوند کریم کے حکم سے رکھی گئی تھی۔ اور ہر احمدی مرد وزن کو چاہئے کہ وہ ہمیشہ جلسہ کے تینوں دن کی برکات سمیٹنے کے لئے وقت سے پہلے ہی تیاری کر لیا کریں تاکہ وہ جلسہ کی برکات سے محروم نہ رہیں۔

تینوں دن جلسہ کی کارروائی اردو کے علاوہ جرمن، فرانسیسی اور انگریزی زبانوں میں ہوتی رہی۔

آخر میں آپ نے دعا کی اور کہا کہ خدا تعالیٰ کے کاموں کا انحصار کسی ایک انسان پر نہیں ہوتا نہ ہی وہ کبھی رک سکتے ہیں۔ یہ جلسہ اور اس کے سارے انتظامات بھی خدا نے کئے ہیں اور میرے لئے وہ داہنے ہاتھ مہیا فرما دئے جو اشاروں پر چلتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔ بعد ازاں اجتماعی دعا، نئے جذبوں، نئی امنگوں اور نئے وعدوں کے ساتھ جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کا سترھواں جلسہ سالانہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہایت کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ الحمدللہ۔ (رپورٹ: قریشی اخلاق احمد، ایڈیشنل جنرل سیکرٹری)

TOWNHEAD PHARMACY

31 Townhead Kirkintilloch

Glasgow G66 1NG

FOR ALL YOUR

PHARMAECUTICALS NEEDS

Tel: 0141-211-8257

Fax: 0141-211-8258

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں۔ اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ

عبداللہ بن عثمان کو یہ خبر شام سے واپس آتے ہوئے ایک سفر کے دوران ملی کہ اُن کے بچپن کے دوست محمدؐ نے دعویٰ نبوت کردیا ہے۔ چنانچہ جونہی عبداللہ مکہ پہنچے تو جلدی سے اپنے دوست کے پاس پہنچے اور پوچھا کہ کیا واقعی آپؐ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ اللہ کے رسول نے اپنی بات سمجھانے کیلئے گفتگو کا آغاز کیا تو عبداللہ نے عرض کیا کہ مجھے کوئی دلیل نہیں چاہئے، صرف اتنا بتادیں کہ کیا یہ سچ ہے؟ حضرت رسول اللہ ﷺ نے اثبات میں جواب دیا تو عبداللہؓ نے آپؐ کا ہاتھ تھام کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ گواہ رہیں کہ سب سے پہلے آپ پر میں ایمان لایا ہوں۔ یوں عبداللہؓ کی ایک نئی زندگی کا آغاز ہوگیا۔ اگرچہ پہلے بھی آپؓ نیکی، ایمانداری اور عفت میں اپنی مثال آپ تھے۔ پیشہ تجارت تھا۔ کنیت ابو بکر تھی اور آنحضور ﷺ نے صدیق کا لقب عطا کیا تھا۔ ماہنامہ "خالد" سالانہ نمبر ۹۸ء میں سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کی سیرۃ و سوانح پر مکرم فرید احمد نوید صاحب کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے والد عثمان کو قبولِ اسلام کی توفیق فتح مکہ کے بعد عطا ہوئی جب اُن کی عمر ۹۲ سال تھی۔ آغاز اسلام پر اُن کا خیال تھا کہ یہ تحریک نوجوانوں کو خراب کرنے کے لئے شروع کی گئی ہے۔ جب عمر رسیدہ عثمان اپنے بیٹے کا ہاتھ تھامے آنحضور ﷺ کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوئے تو آپؐ نے نہایت شفقت سے فرمایا "ابو بکر انہیں کیوں تکلیف دی، یہ تو ضعیف ہیں، مجھے بتادیتے میں خود ان کے پاس پہنچ جاتا"۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اسلام قبول کیا تو دیوانہ وار تبلیغِ اسلام شروع کردی۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ بن عفان، طلحہؓ بن عبداللہ، سعدؓ بن ابی وقاص، عبدالرحمانؓ بن عوف اور بہت سے دیگر جلیل القدر صحابہؓ نے اسلام قبول کیا۔ آپؓ کی ذاتی نیکی اور تقویٰ ہر ملنے والے کو ضرور متاثر کرتا تھا۔ آپؓ کی زندگی آنحضور ﷺ اور غریب مسلمانوں کے لئے وقف ہوچکی تھی۔ بہت سے غلاموں اور کنیزوں کی زندگیاں، جن پر اُن کے مالک شدید ظلم توڑا کرتے تھے، آپؓ کے طفیل آزادی کی نعمت سے ہمکنار ہوئیں۔ اِن غلاموں میں حضرت بلالؓ اور عامرؓ بن فہیرہ بھی شامل ہیں۔ خدا سے لَو لگانے کے لئے آپؓ نے اپنے گھر کے صحن میں ایک چھوٹی سی مسجد بنا رکھی تھی۔ آپؓ کی عبادت کا منظر ایسا دلکش تھا کہ لوگ خاص طور پر آپؓ کو دیکھنے آتے اور متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ اور آنحضور ﷺ بھی دشمنوں کے ظلم و ستم سے محفوظ نہ تھے۔ ایک روز تبلیغ کے جرم میں آپؓ کو اس قدر بے دردی سے مارا پیٹا گیا کہ جان کنی کے عالم میں آپؓ کے قبیلے نے آپؓ کو ظالموں کے پنجے سے چھڑایا۔ لیکن جب آپؓ کو ہوش آیا تو گھر میں موجود افراد کو تبلیغ شروع کردی۔ آپؓ کی والدہ آپؓ کے عزم سے اتنا متاثر ہوئیں کہ اگلے ہی روز آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرلیا۔ اُن کا نام حضرت ام الخیر سلمٰی تھا جو آپؓ کی خلافت کا زمانہ دیکھ کر لمبی عمر پاکر فوت ہوئیں۔

حضرت ابو بکرؓ نے مکہ کے مصائب کی وجہ سے آنحضور ﷺ سے ہجرت کی اجازت چاہی اور اجازت ملنے پر حبشہ کی طرف رختِ سفر باندھا۔ ابھی سفر شروع ہی کیا تھا کہ مکہ کے رئیس ابن دغنہ سے ملاقات ہوئی جو آپؓ کی نیکی اور اعلیٰ اخلاق کا معترف تھا۔ اُس کو آپؓ کا ارادہ معلوم ہوا تو وہ آپؓ کو پناہ دے کر واپس لے آیا۔ لیکن جلد ہی قریش نے ابن دغنہ کو مجبور کیا کہ آپؓ کو اپنے گھر میں بنائی ہوئی مسجد میں بھی عبادت سے منع کردے تاکہ دوسرے لوگ متاثر نہ ہوں۔ جب ابن دغنہ نے آپؓ سے یہ بات کی تو آپؓ نے اُس کی پناہ واپس کردی لیکن عبادت جاری رکھی۔

کچھ عرصہ بعد آپؓ نے پھر آنحضور ﷺ سے ہجرت کی اجازت چاہی تو آپؐ نے کچھ انتظار کرنے کا ارشاد فرمایا اور چار ماہ بعد جب آنحضرت ﷺ کو مکہ سے ہجرت کی اجازت اللہ تعالیٰ نے عطا فرمادی تو اس بارہ میں آنحضورؐ نے آپؓ کو بتادیا اور پھر آپؓ کی ہمسفر بننے کی درخواست کو بھی شرف قبولیت بخشا۔ مدینہ کی آب و ہوا مہاجرین کیلئے موزوں نہ تھی اسلئے کثرت کے ساتھ لوگ بیمار ہو رہے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ بھی ایک مرتبہ شدید بیمار ہوگئے اور یوں لگا کہ مرض الموت ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کی دعا سے یہ بیماری جاتی رہی اور آپؓ بالکل ٹھیک ہوگئے۔

جب مدینہ کے مسلمانوں کے خلاف کفار مکہ نے بار بار حملے کئے تو حضرت ابو بکرؓ ہر موقعہ پر آنحضرت ﷺ کے ہمراہ رہ کر دشمن کا مقابلہ کرتے رہے اور کسی پُر خطر راہ پر اپنے محبوب آقا کا ساتھ نہ چھوڑا۔ جب آنحضرت ﷺ کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت ابو بکرؓ کی فراست اس بات کو جان گئی۔ اپنے محبوب رسولؐ سے جدائی کا تصور بھی آپؓ کے لئے سوہانِ روح تھا۔ لیکن جب آنحضرت ﷺ کی وفات ہوگئی تو صحابہؓ گویا شدت غم سے دیوانہ ہوگئے۔ ایسے میں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے خدا تعالیٰ کے اذن سے ایسی تقریر کی کہ ہر کسی کا دل مطمئن ہوگیا اور صحابہؓ کی نظر انتخاب رسول اللہ کی نیابت کے لئے آپؓ پر جا ٹھہری۔ یہ ایک بہت بڑا مقام خدا تعالیٰ نے آپؓ کو عطا فرمایا تھا لیکن یہ مقام کوئی پھولوں کی سیج نہ تھا بلکہ ایک مستقل جدوجہد کی بنیاد تھا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ضعیفی کے باوجود اس بوجھ کو قبول کیا اور جوانمردی کے ساتھ اپنے آقا کی جانشینی کی۔

آنحضور ﷺ نے وفات سے کچھ عرصہ قبل حضرت اسامہ بن زیدؓ کی قیادت میں ایک لشکر ایک مہم پر بھیجنے کا ارادہ کیا تھا۔ آپؐ کی وفات پر بعض صحابہ کا خیال تھا کہ باغیوں کی سرگرمیوں کی وجہ سے لشکر کا سفر ملتوی کردیا جائے۔ لیکن حضرت ابو بکرؓ نے بڑی دلیری سے فرمایا کہ "جس لشکر کی روانگی کیلئے خود رسول اللہ نے حکم فرمایا تھا، وہ ضرور جائے گا۔ خدا کی قسم اگر مدینہ کی گلیاں آدمیوں سے خالی ہو جائیں اور درندے آکر میری ٹانگیں کھینچنے لگ جائیں تب بھی میں اس مہم کو نہیں روکوں گا"۔ چنانچہ یہ لشکر بھجوایا گیا اور محض چالیس دن میں اپنا مقصد پورا کر کے فاتحانہ شان سے واپس آگیا۔

حضرت ابو بکرؓ کی انکساری کا یہ عالم تھا کہ آپکے خلیفہ بننے پر ایک معصوم بچی نے پوچھا کہ پہلے تو بکریاں دوہنے میں ہماری مدد آپ کیا کرتے تھے، اب کون کرے گا؟ آپؓ نے فرمایا کہ میں ہی دوہوں گا۔ چنانچہ آپؓ جب تک زندہ رہے تو حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں پورے طور پر ادا کرتے رہے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے انتقال کے بعد مدینہ کی ایک بوڑھی اور ضعیف عورت نے کہا لگتا ہے آج ابو بکرؓ فوت ہوگئے ہیں۔ کسی نے پوچھا تمہیں کیسے پتہ چلا۔ وہ بولی ابو بکرؓ روزانہ میرے کھانے کیلئے بھیجا کرتے تھے اور کبھی بھی ناغہ نہیں کیا لیکن آج جب کھانا نہیں آیا تو میرے دل نے کہا کہ ضرور ابو بکرؓ فوت ہوگئے ہیں ورنہ وہ وعدہ خلافی کرنا تو سیکھے ہی نہ تھے۔

حضرت ابو بکرؓ کے دور میں اسلامی مملکت کو وسعت بھی ملی اور استحکام بھی نصیب ہوا لیکن اس سارے دور میں آپؓ اپنے آقا کی جدائی کے صدمے کو بڑی مشکل سے برداشت کر رہے تھے۔ خدا تعالیٰ نے آپؓ کے صبر کے امتحان کو زیادہ لمبا نہیں کیا اور آنحضور ﷺ کی وفات کے قریباً دو سال بعد ہی آپؓ بھی وفات پاگئے اور اپنے آقا کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

........☆........☆........☆........

اعزاز

☆ روزنامہ "الفضل" ربوہ ۳؍دسمبر ۹۸ء کی ایک خبر کے مطابق مکرمہ ثمارا ناہید صاحبہ نے F.A. کے امتحان میں ضلع سیالکوٹ میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔

........☆........☆........☆........

اُلّو

اُلّو دنیا کے ہر علاقے میں پائے جاتے ہیں اور ان کے بارے میں بہت سی باتیں لوگوں میں مشہور ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ جانور خود کو ماحول میں ڈھالنے کا نہایت عمدہ سلیقہ رکھتے ہیں۔ دنیا میں ان کی ۱۳۳؍اقسام پائی جاتی ہیں۔ کسی زمانہ میں یہ غلط فہمی تھی کہ یہ عقاب کی ایک قسم ہیں۔ اِن کا قیام غیر آباد جگہوں اور اونچے درختوں وغیرہ میں ہوتا ہے۔ یہ ایک علاقے سے دوسرے کی طرف بہت کم ہجرت کرتے ہیں۔ یہ زیادہ تر رات کے وقت شکار کرنا پسند کرتے ہیں لیکن اِن کے دیکھنے کی قوت دن کی روشنی میں کم نہیں ہوتی۔ اِن کے سننے کی حِس بھی بہت تیز ہوتی ہے۔

اُلّو کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ عموماً یہ اپنے شکار کو پورا نگل جاتے ہیں اور پھر دیر تک جگالی کرتے رہتے ہیں۔ اُلّو اپنی گردن کو چاروں طرف گما سکتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اُس وقت تک گھما سکتا ہے جب تک وہ بَل کھا کھا کر ٹوٹ نہ جائے۔

اُلّو کے دن کو سونے اور رات کو شکار کرنے کی وجہ سے انسانی علم اِن کے بارے میں بہت محدود رہا ہے اور صدیوں تک توہمات کا شکار رہا ہے۔ کہیں اِسے بدشگونی کی علامت سمجھا جاتا ہے اور کہیں عقلمندی کا۔

اُلّو اکثر خاموش رہتا ہے لیکن کبھی کبھی کوئل کی طرح خوبصورت نرم آواز بھی نکالتا ہے۔ اس کی مادہ ایک وقت میں ایک سے سات انڈے دیتی ہے اور نر اور مادہ دونوں مل کر انڈوں کو سیتے ہیں۔

قطب شمالی میں رہنے والا برفانی اُلّو برف میں انڈے دیتا ہے۔ جب گرمیوں میں سورج مسلسل چھ ماہ تک چمکتا ہے تو یہ خوب شکار کرتا ہے۔ شکار خوب ملے تو یہ ایک وقت میں دس تک انڈے بھی دے دیتا ہے ورنہ دو یا تین انڈے دیتا ہے۔ اگر لمبا عرصہ فاقہ کرنا پڑے تو دو تین سال تک انڈے نہیں بھی دیتا۔ قد کے لحاظ سے سب سے بڑا اُلّو "گریٹ گرے" ہے جس کا قد اڑھائی فٹ تک ہوتا ہے اور یہ جنوبی امریکہ میں پایا جاتا ہے۔

اُلّوؤں کے بارے میں ایک مختصر مضمون ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" ستمبر ۹۸ء میں مکرم احمد مستنصر صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

16/07/99 – 22/07/99

Please Note that programme and timings may change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 16th July 1999
2 Rabi-us-Sani 1420

Time	Programme
00.05	Tilawat, News
00.40	Children's Corner: Tarteel-ul-Quran
	Lesson No. 8
01.05	Liqa Ma'al Arab: Session No. 193
	Rec: 08.08.96 (R)
02.05	From The Archives: Q/A with Huzoor
	Rec: 21.10.95, Final Part (R)
03.10	MTA Variety: The Language Insitute, Rabwah
	Part 2
03.30	Urdu Class: Session No.476 (R)
	Rec: 31.03.98
04.40	Learning Arabic: Lesson No.2 (R)
04.55	Homoeopathy Class: Lesson No. 50 (R)
	Rec: 06.12.94
	With Hadhrat Khalifatul Masih IV
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.40	Children's Corner: Tarteel-ul-Quran
	Lesson No 8
07.05	Quiz: Seerat-Un-Nabi (SAW)
	Lesson No.5
	Host: Abdul Mannan Tahir Sahib
07.30	Saraiky Programme: Friday Sermon
	Rec: 06.03.98, with Siraiky translation
08.35	Liqa Ma'al Arab: Session No.193 (R)
	Rec: 08.08.96
09.40	Urdu Class: Lesson No.476(R)
	Rec: 31.03.99
10.55	Indonesian Service: Tilawat, Hadith......
11.20	Bengali Service: (1) Visit Kuakata (2) Stand On
	Mubahala (3) Qaseedah
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.55	Darood Shareef
13.00	Friday Sermon: LIVE from London
	Rec: 16.07.99
14.00	Documentary: A Trip to Zia-ul-Islam Press,Rabwah
14.30	Rencontre Avec Les Francophones
15.35	Friday Sermon: Rec: 16.07.99(R)
16.35	Children's Corner: Let's Learn Salat,
	Lesson No.18 -
17.00	German Service: Quran And Bible, Hadsch
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.35	Urdu Clas (NEW): With Huzoor
	Rec: 14.07.99
19.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.194
	Rec: 13.08.96
20.55	MTA Belgium: Belgian presentation, Part 39
21.25	Medical Matters: "Cataract"
	Host: Dr Sultan Ahmad Mubashir Sahib
	Guest: Dr. Naseer Ahmad Mansoor Sahib
21.55	Friday Sermon: Rec: 16.07.99 (R)
22.55	Rencontre Avec Les Francophones (R)

Saturday 17th July 1999
3 Rabi-us-Sani 1420

Time	Programme
00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.45	Children's Corner: Let's Learn Salat No 18
01.10	Liqa Ma'al Arab: Session No. 194 (R)
	Rec: 13.08.96
02.20	Friday Sermon: Rec: 16.07.99 (R)
03.20	Urdu Class(New): With Huzoor
	Rec: 14.07.99 (R)
04.25	Computers for Everyone: Part 7
05.00	Rencontre Avec Les Francophones (R)
06.05	Tilwat, Dars ul Hadith, News
07.05	Children's Corner: Let's Learn Salat No.18
07.30	MTA Mauritius: The Character Of
	Holy Prophet (SAW), Part 3
	Host: A.G. Jahanghir Khan Sahib
08.25	Medical Matters: "Cataract" (R)
08.50	Liqa Ma'al Arab: Session No. 194 (R)
09.50	Urdu Class(New): With Huzoor
	Rec: 14.07.99 (R)
10.55	Indonesian Service: Tilawat, Salat, Nazm, Cooking.
12.05	Tilawat, News
12.45	Learning Danish: Lesson No. 2
13.20	Computer for Everyone: Part 7 (R)
14.00	Bengali Service: Various Programmes
15.00	Children's Class(New): with Huzoor
	Rec: 17.07.99
16.05	Children's Corner:Khutbat-e-Imam Quiz
	From F/S 5th and 12th September 1997
16.35	Hikayat e Shereen: Story No. 8
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.30	Urdu Class (New): With Huzoor
	Rec: 16.07.99
19.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.195
	Rec: 14.08.96
20.45	Al Tafseer ul Kabir: Lesson No.50
21.15	Children's Class(New): with Huzoor (R)
	Rec: 17.07.99
22.15	Q/A Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV
	Rec: 15.02.98

Sunday 18th July 1999
4 Rabi-us-Sani 1420

Time	Programme
00.05	Tilawat, News
00.40	Children's Corner: Khutbat-e-Imam Quiz (R)
01.15	Liqa Ma'al Arab: Session No.195(R)
	Rec: 14.08.96
02.20	Canadian Horizon: Children's Class, No.7
03.20	Urdu Class. Rec: 16.07.99 (R)
04.25	Learning Danish: Lesson No.2 (R)
04.55	Children's Class(New): With Huzoor
	Rec: 17.05.99 (R)
06.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.40	Children's Corner: Khutbat-e-Imam Quiz (R)
	From F/S 5th and 12th September 1997
07.15	Q/A Session:With Hadhrat Khalifatul Masih IV
	Rec: 15.02.98 (R)
08.55	Liqa Ma'al Arab: Session No.195 (R)
	Rec:14.08.96
09.55	Urdu Class(New): with Huzoor (R)
	Rec:16.07.99
11.00	Indonesian Service: Tilawat, Homoeopathy,more
12.05	Tilawat, News
12.45	Learning Chinese: Lesson No: 131
13.15	Friday Sermon: Rec: 16.07.99 (R)
	By Hadhrat Khalifatul Masih IV
14.15	Bengali Service
15.15	Mulaqat With English Speaking Friends
	With Huzoor, Rec: 31.12.95
16.15	Children's Corner: Children's Class with Huzoor
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Seerat un Nabi
18.35	Urdu Class(New): With Huzoor
	Rec: 17.07.99
19.50	Liqa Ma'al Arab: Session No.196
	Rec: 15.08.96
20.55	Albanian Programme: with Moulana Ata-ul-Kaleem
	Sahib, Programme No:21, Part 1
21.25	Dars ul Quran: Lesson No.19
	Rec: 11.01.99
22.55	Mulaqat With Huzoor: Rec. 31.12.95 (R)
	With English Speaking Guests

Monday 19th July 1999
5 Rabi-us-Sani 1420

Time	Programme
00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.50	Children's Corner: Class with Huzoor (R)
01.20	Liqa Ma'al Arab: Session No. 196 (R)
	Rec: 15.08.96
02.45	MTA USA: "A meeting with our Neighbour"
	With Sheikh Mubarak Ahmad Sahib
03.10	Urdu Class(New): With Huzoor (R)
	Rec;16.07.99
04.20	Learning Chinese: Lesson No: 131 (R)
	With Usman Chou Sahib
04.55	Mulaqat With Huzoor: Rec: 31.12.95 (R)
	With English Speaking Guests
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.50	Children's Corner:Class with Huzoor (R)
07.20	Dars ul Quran: Lesson No.19 (R)
08.50	Liqa Ma'al Arab Session No. 196 (R)
	Rec: 15.08.96
09.50	Urdu Class(N): With Huzoor (R)
	Rec: 16.07.99
11.00	Indonesian Service: Friday Sermon
	Rec: 02.04.99, with Indonesian translation
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Norwegian: Lesson No.25
13.10	MTA Sports: Basketball Match
	Fazl e Umar club Rabwah vs RAF club, Sargodah
14.05	Bengali Service
15.10	Homoeopathy Class: Lesson No.51
	Rec: 12.12.94
16.10	Children's Corner: Class with Huzoor
16.50	German Service
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith.
18.30	Urdu Class: With Huzoor
	Lesson No. 477
19.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.197
	Rec: 05.09.96
20.45	Turkish Programme:Truth About The Imam Mahdi
21.20	Islamic Teachings
	Host: Sayyed Mubashir Ahmad Sahib
21.50	Homoeopathy Class: Lesson No.51 (R)
	Rec: 12.12.94
22.55	Learning Norwegian: Lesson No.25 (R)
23.25	Documentary

Tuesday 20th July 1999
6 Rabi-us-Sani 1420

Time	Programme
00.05	Tilawat, News
00.55	Children's Corner: Class with Huzoor (R)
01.25	Liqa Ma'al Arab: Session No.197 (R)
	Rec: 05.09.96
02.20	MTA Sports: Basketball Match (R)
03.15	Urdu Class: Lesson No.477 (R)
04.20	Learning Norwegian: Lesson No.25 (R)
04.55	Homoeopathy Class: Lesson No.51 (R)
	Rec: 12.12.94
06.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
06.55	Children's Corner: Class with Huzoor (R)
07.15	Pushto Programme: Friday Sermon
	Rec: 02.01.98, With Pushto translation
08.15	Islamic Teachings (R)
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.197 (R)
	Rec:05.09.96
09.50	Urdu Class: Lesson No. 477 (R)
10.55	Indonesian Service: Tilawat, Dars ul Hadith
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Swedish: Lesson No.11
13.00	Friday Sermon: Rec: 26.05.89
	Delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV
14.00	Bengali Service
15.00	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.15
	With Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.00	Children's Corner: Tarteel-Ul-Quran Class
	Lesson No.9
16.20	Children's Corner: From MTA Lahore
	Educational Programme Waqfeen e Nau, Part I
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.30	Urdu Class: Lesson No: 478
19.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.198
	Rec: 10.09.96
20.55	Norwegian Service: Contemporary Issue No: 14
	The books of The Promissed Messiah (AS)
21.30	Hamari Kaenat: No.8
21.55	Tarjumatul Quran Class: Lesson No. 15 (R)
23.00	Learning Swedish: Lesson No.11 (R)
23.22	Speech: Seerat Sahaba Rasool (SAW)
	Hadhrat Bilal bin Rabah (RA)
	Presenter: Hafiz Muzaffar Ahmad Sahib

Wednesday 21st July 1999
7 Rabi-us-Sani 1420

Time	Programme
00.05	Tilawat, News.
00.35	Children's Corner: Tarteel-ul-Quran Class
	Lesson No. 9 (R)
00.55	Liqa Ma'al Arab: Session No.198 (R)
	Rec:10.09.96
02.00	From the Archives: Friday Sermon (R)
	Rec: 26.05.89
03.00	Urdu Class: Lesson No. 478 (R)
04.00	Learning Swedish: Lesson No.11 (R)
04.25	Speech: Seerat Sahaba Rasool (SAW)
	Hadhrat Bilal Bin Rabah (RA)
04.55	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.15 (R)
06.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.45	Children's Corner: Tarteel-ul-Quran Class
	Lesson No. 9 (R)
07.05	Swahili Service: Friday Sermon
	Rec: 31.05.96
08.25	Hamari Kaenat: No. 8 (R)
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.198 (R)
	Rec:10.09.96
09.50	Urdu Class: Lesson No. 478
10.55	Indonesian Service: Tilawat, Kristologi,
	Al Masih di Hindustan, Kindung Jawa.
12.05	Tilawat, News
12.35	Learning German: Lesson No.14
13.05	Tabarukaat: Speech, Maulana Jalal uddin Shams Sb
	Jalsa Salana 1965
14.05	Bengali Service: F/S, Rec: 30.10.98
15.10	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.16
	With Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.10	Children's Corner: Guldasta No.7
16.55	German Service
18.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.25	Urdu Class: Lesson No. 479
	Rec: 27.03.99
19.30	Liqa Ma'al Arab: Session No.199
	Rec: 11.09.96
20.35	French Programme: Q/A Session with Huzoor
	Rec: 10.11.96, Part 2
21.25	MTA Lifestyle: Al Maidah
21.45	MTA Lifestyle: Perahan
	Sewing Lesson No. 3
22.25	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.16 (R)
23.30	Learning German: Lesson No.14 (R)

Thursday 22nd July 1999
8 Rabi-us-Sani 1420

Time	Programme
00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.45	Children's Corner: Guldasta No.7 (R)
01.20	Liqa Ma'al Arab: Session No.199 (R)
	Rec: 11.09.96
02.20	Canadian Horizon: Speeches
	By Pir Waheed Ahmad Sb, 1998
	By Mubarik Nasir Ahmad Sb, J/S 1998
03.20	Urdu Class: Lesson No. 479 (R)
04.25	Learning German: Lesson No.14 (R)
04.55	Tarjumatul Quran Class: Lesson No. 16 (R)
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.50	Children's Corner: Guldasta No.7 (R)
07.25	Sindhi Programme: Friday Sermon,
	Rec: 16.01.98
08.20	MTA Lifestyle: Al Maidah (R)
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.199(R)
	Rec: 11.09.96
09.45	Urdu Class: Lesson No. 479 (R)
	With Hadhrat Khalifatul Masih IV
10.55	Indonesian Service: Tilawat, Kindung Jawa,
	Dars ul Quran, Dawatul Amir
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Arabic: Lesson No: 3
12.55	From The Archives: Q/A with Huzoor
	Rec: 03.03.96, Part I
13.55	Bengali Service: Preserving bamboos and bamboo
	Products.
14.20	Bengali Service: A reply to allegations
	about Ahmadiyyat Rec: 31.01.94
15.05	Homoeopathy Class: Lesson No.52
	Rec: 13.12.94
16.05	Children's Corner: Tarteel-ul- Quran Class
	Lesson No.10
16.25	Children's Corner: Waqfeen-e-nau Programme
16.50	German Service
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat.
18.30	Urdu Class: Class No. 480
19.35	Liqa Ma'al Arab: Session No.200
	Rec: 12.09.96
20.35	Speech: By Dr Iftikar Ahmad Ayaz Sahib
	From Jalsa Salana UK, 1997
21.10	Quiz Programme: From Ilmi Ralley, Pakistan
	Hosts: Faheem Ahmad Khadim Sb and Naveed Ahmad Mubashir Sb
21.50	Homoeopathy Class: Lesson No.52 (R)
	Rec: 13.12.94
23.12	Learning Arabic: Lesson No. 3 (R)
23.30	Urdu Adab ka Ahmadiyya dabistan
	Presenter : Masood Ahmad Dehlvi Sb

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:

English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 6 Friday, July 16, 1999 Issue No. 29

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت)

واعظوں کی باریک چالیں

بعض نہایت دلچسپ واقعات

"کتاب الحیل"

احکام شریعت کو مختلف طریقوں اور حربوں سے ٹالنے یا بدلنے کا "فن" علماء ظواہر اور عوامی خطیبوں اور فقہاء کا پسندیدہ موضوع اور دلچسپ مشغلہ رہاہے حتی کہ مغل شہنشاہ، حضرت محی الدین اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ (ولادت نومبر ۱۶۱۸ء۔ وفات فروری ۱۷۰۷ء) کے زیر نگرانی چوٹی کے علماء نے تقریباً آٹھ برس میں دس لاکھ روپے کے صرف سے کتاب "فتاویٰ عالمگیری" مرتب کی تو اس میں "کتاب الحیل" کا خاص طور پر اضافہ کیا اور ایسے ایسے حیلے وضع کئے کہ انسان ورطہ حیرت میں ڈوب جاتاہے۔ آخر میں اس "فن" کو شرعی تقدس عطا کرنے کے لئے ایک بزرگ شیخ ابراہیم نخعیؒ کی طرف یہ حکایات منسوب کی گئیں کہ انہوں نے اپنے خادم کو مستقل حکم دے رکھا تھا کہ اگر کوئی شخص میری ملاقات کے لئے آئے تو اسے کہہ دینا کہ شیخ یہاں نہیں ہیں اور یہ مراد لینا کہ جہاں تو کھڑا ہے وہاں نہیں کھڑے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص ان سے کوئی چیز مستعار مانگتا اور وہ انہیں دینا منظور نہ ہوتا تو اپنا ہاتھ زمین پر رکھ دیتے تھے اور فرماتے کہ وہ شئی یہاں نہیں ہے اور مراد یہ ہوتی کہ اس جگہ جہاں ہاتھ رکھا ہے یہ چیز نہیں ہے۔

طلاق نہ ہونے کا دلچسپ حیلہ

ایک مرتبہ ایک شخص نے مولوی وحیدالدین سلیم صاحب کے سامنے ذکر کیا کہ اس نے غصہ میں اپنی بیوی سے کہہ دیاہے کہ تجھ پر تین طلاق۔ مولوی لوگ کہتے ہیں کہ طلاق پڑگئی اب صلح کی کوئی صورت نہیں۔ خدا کے لئے میری مشکل آسان فرمائیں۔ مولوی صاحب نے اس سے دریافت کیا کہ تم نے طلاق ت سے دی تھی یا ط سے۔ اس شخص نے کہا میں توان پڑھ آدمی ہوں۔ مولوی صاحب نے کہا بس معلوم ہو گیا کہ تو نے ت سے "تلاق" دی تھی اور ت سے کبھی طلاق نہیں پڑسکتی۔ کیونکہ تلاق کے معنی ہیں آمحبت کے ساتھ مل کر بیٹھیں۔ تو بے فکر ہو کر اپنی بیوی کو گھر لے آ اور اگر کوئی اعتراض کرے تو صاف کہہ دینا کہ میں نے تو "ت" سے تلاق دی تھی۔ ("علمی مزاح" صفحہ ۹۸ از پروفیسر منور حسنین چیمہ ناشر اسلامک اکیڈیمی گکھڑ۔ طبع اول دسمبر ۱۹۹۲ء)

مفتی صدرالدین آزردہ کی ذہانت

جناب رحمت اللہ سجانی لودھیانوی رقمطراز ہیں:۔

"بساط ہند پر سلطنت مغلیہ کے آخری مہرے اور برائے نام بادشاہ ابوظفر بہادر شاہ کے عہد میں مفتی صدرالدین آزردہ قاضی القضاۃ کے عہدے پر مامور تھے۔ ایام غدر میں باغیوں نے تمام علمائے وقت سے فتویٰ جہاد پر دستخط کروائے جو ذرا بھی انکار کرتا اسے موت کے گھاٹ اتار دیتے۔ فتویٰ کو مکمل کرنے کے لئے سب سے آخر میں آپ کے سامنے بھی فتویٰ جہاد برائے دستخط پیش کیا گیا جس پر تمام علماء نے "فتویٰ بالخیر" کے الفاظ لکھ کر اپنے اپنے دستخط کئے ہوئے تھے۔ خوف جان سے آپ کو بھی مجبوراً انہی الفاظ .... لکھ کر دستخط کرنے پڑے۔ غدر فرد ہونے کے بعد عدالتِ فوجی نے دوسرے مجرموں کی طرح آپ سے بھی دریافت کیا یہ دستخط آپ کے ہیں؟

آپ نے کہا دستخط تو ضرور میرے ہیں لیکن الفاظ نوشتہ کو بغور ملاحظہ فرمایا جائے۔ چنانچہ جانچنے پر معلوم ہوا کہ بالخیر کی خ کا نقطہ نہ تھا جس سے وہ الفاظ فتویٰ بالخیر کی بجائے فتویٰ بالجبر بن گئے اور ایک نقطہ کی کمی نے ان کی جان بچادی"۔

("مخزن اخلاق" صفحہ ۵۰۸،۵۰۷۔ ناشر کتابستان پبلشنگ کمپنی اردو بازار لاہور اشاعت ۱۹۶۲ء)

☆......☆......☆

مُلاں چنیوٹی کی عیاری

سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے نزدیک "پیشہ ور مناظرین نے آج کل مباہلے کو کشتی کے داؤں میں باضابطہ طور پر شامل کرلیاہے"۔

(رسائل و مسائل حصہ چہارم صفحہ ۳۲ ناشر اسلامک پبلیکیشنز لاہور۔)

اس حقیقت کے پیش نظر آخر میں ملاّ چنیوٹی کی عیاری اور مکاری کا ایک اور نمونہ ملاحظہ فرمایئے۔ اس شخص نے ہمارے امام ہمام ایدہ اللہ کو دعوت مباہلہ پر مشتمل ایک دوورقہ شائع کیا جس میں خدا کے عذاب سے بچنے کے لئے کتاب الحیل کا ایک انوکھا ڈھنگ اختیار کیا اور وہ یہ کہ اس میں "مؤکد بعذاب قسم" کی بجائے "مؤکہ بعد اَب قسم" کے الفاظ شائع کردئے جسے چار سو بیس کے سوا اور کوئی نام نہیں دیا جاسکتا۔

خامہ انگشت بدنداں کہ اسے کیا لکھئے
ناطقہ سر بگریباں کہ اسے کیا کہئے
(غالب)

جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کے
۱۷ویں سالانہ جلسہ کا کامیاب انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کا سترھواں جلسہ سالانہ مورخہ ۲۵؍تا ۲۷؍جون ۱۹۹۹ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں عربی، مصری، عراقی، سری لنکن، صومالین، اٹالین، سوئس اور پاکستانی احباب شامل ہوئے۔

۲۵؍جون بروز جمعۃ المبارک بمقام مسجد محمود زیورک دوپہر سواتین بجے مکرم جناب شیخ ناصر احمد صاحب امیر جماعت سوئٹزرلینڈ کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے اس جلسہ سالانہ کا آغاز ہوا۔ عراقی دوست مکرم حاجی سلیم صاحب نے سورۃ یٰسین کی تلاوت کی۔ بعدازاں مکرم میاں ناصر احمد صاحب نے خوش الحانی سے نظم "مجھے دیکھ طالب منتظر مجھے دیکھ شکل مجاز میں" پڑھی۔

اس جلسہ کی خوشیاں اس لحاظ سے بھی دوبالا ہو گئیں جب احباب جماعت نے اپنے پیارے امیر مکرم شیخ ناصر احمد صاحب کو کافی دنوں کے بعد اپنے درمیان موجود پایا۔ مکرم شیخ صاحب تین ہفتے دل کے عارضہ کے باعث ہسپتال کے انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں صاحب فراش رہے۔ اور محض ایک ہفتہ قبل ہی ہسپتال سے فارغ ہوئے تھے۔ ایسے حالات میں جلسہ میں ان کی شمولیت نہ صرف باعث حیرت و مسرت تھی بلکہ ان کی جواں ہمتی، خلوص اور جلسہ میں شمولیت کی اہمیت کی منہ بولتی تصویر تھی۔ آپ نے افتتاحی خطاب میں احباب جماعت کو نصیحت کی کہ حضرت مسیح موعودؑ کے جلسہ کی برکات حاصل کرنے کے لئے ایک دن نہیں، دو دن نہیں بلکہ تینوں دن جلسہ میں حاضر ہونا چاہئے۔

افتتاحی خطاب کے بعد مکرم امیر صاحب گھر تشریف لے گئے اور جلسہ کی کارروائی جاری رہی۔

مکرم نعیم اللہ صاحب نے "سیرۃ النبیؐ" پر خوبصورت انداز میں تقریر کی۔ ان کے بعد مکرم خادم حسین وڑائچ صاحب نے "صحابہ آنحضرت ﷺ" کے موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت بلالؓ کے استقلال و قربانیوں کا ذکر کیا۔ ان کے بعد مکرم عارف محمود صاحب نے اپنے مضمون "حضرت مسیح ناصری اور اسلام" کے موضوع پر تقریر کی۔ نماز عصر کے بعد بوقت شام سواپانچ بجے پہلے دن کے جلسہ کی کارروائی اختتام کو پہنچی۔

دوسرے اور تیسرے دن کے لئے شہر زیورک میں رومن کیتھولک کمیونٹی کا ایک سنٹر کرایہ پر لیا گیا تھا جو بہت وسیع و عریض رقبہ پر پھیلا ہواہے۔ دوسرے دن کے اجلاس میں شمولیت کے لئے احباب جماعت، مردوزن و بچے صبح دس بجے سے اس جگہ پہنچنا شروع ہو گئے۔ خدام نے ایک رات پہلے ہی اس عمارت کے ایک بڑے اور خوبصورت ہال کو جھنڈیوں اور بینروں سے سجا دیا تھا۔ خواتین کے لئے الگ باپردہ انتظام اوپر کی منزل پر کیا گیا تھا۔

آج موسم بہت اچھا تھا۔ وادیوں کے اس خوبصورت ملک میں دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ سورج کی زرد و سنہری کرنوں اور جلسہ گاہ کے سبزہ زار نے اس جلسہ کے ماحول کو بہت حسین بنادیا تھا۔ بچے رنگ برنگے کپڑے پہنے تتلیوں کی طرح ادھر ادھر اٹھکیلیاں کرتے پھر رہے تھے۔ خدام نے بڑی محنت و لگن سے مختلف اشیاء کا بازار بھی لگا رکھا تھا۔

دوسرے دن کی کارروائی کا آغاز صبح تقریباً ساڑھے دس بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعدازاں ہمارے سری لنکن دوست مکرم منور ناصر صاحب نے اپنی مدھ بھری آواز میں نظم "کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا" پڑھی۔ حالانکہ ان کو اردو نہیں آتی مگر انہوں نے یہ نظم اردو میں اتنی خوبصورت آواز میں اور صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھی کہ ہر فرد داد دئے بغیر نہ رہ سکا۔ اس کے بعد دو تقاریر ہوئیں۔ ایک تقریر ہمارے سوئس احمدی دوست مکرم ولید طارق صاحب نے "سیرت حضرت مسیح موعودؑ" کے موضوع پر کی جبکہ دوسری تقریر مکرم بشیر احمد طاہر صاحب نے بعنوان "جنگ کے بارہ میں اسلام کا نظریہ" کی۔ بعدازاں ناصرات الاحمدیہ کی طرف سے ایک خوبصورت ترانہ پیش کیا گیا۔

خواتین کے جلسہ کے پروگرام میں مکرمہ ندیٰ باجوہ صاحبہ نے "نفس مطمئنہ" کے موضوع پر، مکرمہ رفعت لنزن صاحبہ نے "اسلام میں عورت کے حقوق" کے موضوع پر تقاریر کیں۔ اسی طرح مکرمہ سارہ میاں صاحبہ نے عربی نظم اور قرۃ العین وڑائچ صاحبہ نے دُرِ ثمین سے ایک نظم پڑھی۔

دوسری نشست کا آغاز بعد نماز ظہر و عصر مکرم

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے۔